بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 73

شمارہ 29

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADAR Qadian

شرح چندہ
سالانہ 850 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50 پاؤنڈ یا
80 ڈالر امریکن
یا 60 یورو

ایڈیٹر
منصور احمد

www.akhbarbadr.in

11 محرم 1445-46 ہجری قمری • 18 وفا 1403 ہجری شمسی • 18 جولائی 2024ء

ارشاد باری تعالیٰ

اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَخۡبَتُوۡۤا اِلٰی رَبِّہِمۡ ۙ اُولٰٓئِکَ اَصۡحٰبُ الۡجَنَّۃِ ۚ ہُمۡ فِیۡہَا خٰلِدُوۡنَ ﴿۲۴﴾

(سورہود، آیت 24)

ترجمہ : یقیناً وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے اور وہ اپنے ربّ کی طرف جھکے، یہی وہ لوگ ہیں جو اہل جنت ہیں، وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔

اخبار احمدیہ

الحمدللہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر وعافیت ہیں۔

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 12 رجولائی 2024 کو مسجد مبارک (اسلام آباد) یو.کے سے بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ جمعہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 16 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت وتندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ وناصر ہو اور تائید ونصرت فرمائے۔ آمین۔

اعلیٰ درجہ کی خوشی خدا میں ملتی ہے جس سے پرے کوئی خوشی نہیں ہے

بہشت کے اعظم ترین انعامات میں رِضۡوَانٌ مِّنَ اللّٰہِ اَکۡبَرُ ہی رکھا ہے

ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام

● اعلیٰ درجہ کی خوشی خدا میں ملتی ہے جس سے پرے کوئی خوشی نہیں ہے۔ جنت پوشیدہ کو کہتے ہیں اور جنت کو جنت اس لیے کہتے ہیں کہ وہ نعمتوں سے ڈھکی ہوئی ہے۔ اصل جنت خدا ہے جس کی طرف تردّد منسوب ہی نہیں ہوتا اس لیے بہشت کے اعظم ترین انعامات میں رِضۡوَانٌ مِّنَ اللّٰہِ اَکۡبَرُ (التوبۃ:۷۲) ہی رکھا ہے۔ انسان انسان کی حیثیت سے کسی نہ کسی دکھ اور تردّد میں ہوتا ہے، مگر جس قدر قرب الٰہی حاصل کرتا جاتا ہے اور تَخَلَّقُوۡا بِاَخۡلَاقِ اللّٰہِ سے رنگین ہوتا جاتا ہے، اسی قدر اصل سکھ اور آرام پاتا ہے۔ جس قدر قرب الٰہی ہوگا لازمی طور پر اُسی قدر خدا کی نعمتوں سے حصہ لے گا اور رفع کے معنے اسی پر دلالت کرتے ہیں۔

نجات کامل خدا ہی کی طرف مرفوع ہو کر ہوتی ہے اور جس کا رفع نہ ہو وہ اَخۡلَدَ اِلَی الۡاَرۡضِ (الاعراف:۱۷۷) ہو جاتا ہے۔ پس رفع مسیحؑ سے مراد ان کے نجات یافتہ ہونے کی طرف ایما ہے اور یہ روحانی مراتب ہیں جن کو ہر ایک آنکھ دیکھ نہیں سکتی کہ کیونکر ایک انسان آسمان کی طرف اُٹھایا جاتا ہے۔

● نزول سے مراد عزت وجلال کا اظہار ہوتا ہے۔ پس ہمارا نزول بھی یہی شان رکھتا ہے۔ پھر نزول سے پہلے منارہ کا وجود تو خود ہی ہو جائے گا۔ نزول سے مراد محض بعثت نہیں ہوتی۔

● اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ سے قرآن شریف اسی لیے شروع کیا گیا ہے تا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کی طرف ایما ہو اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ سے پایا جاتا ہے کہ جب انسانی کوششیں تھک کر رہ جاتی ہیں تو آخر اللہ تعالیٰ ہی کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے۔ (ملفوظات جلد 2 صفحہ 21، ایڈیشن 2018، قادیان)

توحید کو قبول کئے بغیر انسانی ذہن کبھی بھی اُلجھنوں اور پریشانیوں سے نجات نہیں پا سکتا

جن لوگوں نے خدا تعالیٰ کی ہستی کو تسلیم کرنے سے انکار کیا وہ ہمیشہ اُلجھنوں اور پریشانیوں کے چکر میں ہی پھنسے رہے اور کبھی بھی حقیقی امن اور سکون اُن کو نصیب نہیں ہوا

سورۃ الحج آیت 32 ''فَاجۡتَنِبُوا الرِّجۡسَ مِنَ الۡاَوۡثَانِ وَاجۡتَنِبُوۡا قَوۡلَ الزُّوۡرِ'' کی تفسیر میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

حقیقت یہ ہے کہ توحید کو قبول کئے بغیر انسانی ذہن کبھی بھی اُلجھنوں اور پریشانیوں سے نجات نہیں پاسکتا۔ چنانچہ واقعات بتاتے ہیں کہ جن لوگوں نے خدا تعالیٰ کی ہستی کو تسلیم کرنے سے انکار کیا وہ ہمیشہ اُلجھنوں اور پریشانیوں کے چکر میں ہی پھنسے رہے اور کبھی بھی حقیقی امن اور سکون اُن کو نصیب نہیں ہوا۔ انسان جب اس دنیا کے پردہ پر پہلی مرتبہ ظاہر ہوا تو اس وقت سورج اُسے ایک سنہری تھال نظر آتا تھا، چاند اُسے ایک چمکدار ٹکیہ کی مانند دکھائی دیتا تھا اور ستاروں میں سے کوئی اسے دانوں کے برابر، کوئی بیروں کے برابر اور کوئی اخروٹوں اور سیبوں کے برابر نظر آتا تھا اور زمین کی جھاڑیاں اور درخت اُسے سورج، چاند اور ستاروں سے بھی بڑے معلوم ہوتے تھے۔ اس کیلئے یہ بات حیرت انگیز تھی کہ سینکڑوں میل دُور جہاں تک اس کا ہاتھ نہیں پہنچ سکتا، جہاں وہ پہاڑوں پر چڑھ کر بھی نہیں پہنچ سکتا، ایک چھوٹی سی ٹکیہ نمودار ہو کر ساری دنیا کو روشن کر دیتی ہے اور رات کے وقت ایک چھوٹی سی سفید تھالی ظاہر ہو کر سارے عالم کو چاندنی سے بھر دیتی ہے۔ ہزاروں ہزار ٹمٹمانے والے ستارے جوّ میں پھیل جاتے ہیں اور چمک چمک کر اُس کی آنکھوں کو خیرہ کرتے ہیں اور اس کی نظر کیلئے ایک دلفریب نظارہ پیدا کرتے ہیں اور جب دن آتا ہے تو غائب ہو جاتے ہیں۔ یہ چیزیں اُسے ورطۂ حیرت میں ڈالنے والی تھیں اور یقینا اُسے ہمیشہ حیرت میں مبتلا رکھتیں اگر خدا تعالیٰ کا ہاتھ ابتداء میں ہی اُسے پکڑ کر سیدھا راستہ نہ دکھا دیتا۔ ہم دیکھتے ہیں گھر میں کوئی معمولی سا کھٹکا بھی ہوتا ہے تو گھر والے اُٹھ کر تجسّس شروع کر دیتے ہیں۔ کوئی کہتا ہے چھپکلی ہوگی، کوئی کہتا ہے چوہا ہوگا، کوئی کہتا ہے چور ہوگا۔ گویا ایک معمولی سا کھٹکا چھپکلی اور چوہے سے لیکر چور تک پہنچا دیا جاتا ہے...... غرض ایک معمولی سا کھٹکا بھی جب انسان کو پریشان کر دیتا ہے تو ظاہر ہے کہ ایسے نظارے اُسے کس قدر حیران کر سکتے ہیں مگر جونہی کہ انسانیت سِن شعور کو پہنچی اللہ تعالیٰ نے اُسکے کان میں یہ آواز ڈال دی کہ میں تیرا اللہ ہوں اور جو کچھ تجھے نظر آتا ہے یہ سب میری مخلوق ہے، جس طرح کہ تو مخلوق ہے اور تو ایک دن مر کر میرے سامنے آنے والا ہے اور یہ سب چیزیں جو تجھے نظر آتی ہیں خواہ قریب ہوں یا بعید میں نے تیرے فائدہ اور تیری خدمت کیلئے پیدا کی ہیں اور سب تجھے نفع پہنچانے کے کاموں پر لگی ہوئی ہیں۔ اس آواز نے اسے کتنی پریشانیوں سے بچا لیا۔ اگر پہلا انسان یعنی آدم اپنے سِن شعور کو پہنچنے کے بعد اس آواز کو نہ سُنتا تو اُس کیلئے کس قدر مصیبت ہوتی اور وہ کتنی پریشانیوں میں مبتلا ہو جاتا۔ دن چڑھتا تو اُس کیلئے ایک تکلیف کا آغاز ہو جاتا کہ سورج کی کنہہ معلوم کرے اور رات ہوتی تو ایک اور پریشانی کا دروازہ کھل جاتا کہ چاند کی حقیقت معلوم کرے اور

باقی صفحہ نمبر 11 پر ملاحظہ فرمائیں

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

(2601) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بتایا کہ ان کے باپ حضرت عبداللہؓ جنگ اُحد میں شہید ہوگئے تو ان کے قرض خواہوں نے اپنے قرضوں کا سختی سے مطالبہ شروع کر دیا۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور میں نے ساری بات آپؐ سے عرض کی۔ آپؐ نے قرض خواہوں سے کہا کہ وہ میرے باغ کا میوہ قبول کر لیں اور میرے باپ کو قرضہ سے آزاد کر دیں۔ انہوں نے یہ ماننے سے انکار کر دیا۔ اِس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُن کو میرا باغ نہ دیا اور نہ ان کے لئے میوہ تڑوایا بلکہ فرمایا: میں کل صبح انشاء اللہ تمہارے پاس آؤں گا۔ چنانچہ جب صبح ہوئی تو آپؐ ہمارے پاس آئے اور کھجور کے درختوں میں اِدھر اُدھر پھرے اور ان کے لئے پھلوں میں برکت کی دعا مانگی۔ پھر میں نے ان خوشوں کو کاٹا اور ان قرض خواہوں کو ان کے حقوق ادا کر دیئے اور ان کھجوروں کے پھلوں سے تھوڑی سی کھجوریں ہمارے لئے بھی بچ رہیں۔ پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس آیا۔ آپؐ بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے آپؐ سے واقعہ بیان کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت عمرؓ سے فرمایا: عمرؓ سنو! اور وہ بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت عمرؓ نے کہا: یہ کیوں نہ ہوتا۔ بخدا ہمیں تو علم ہے کہ آپؐ یقیناً اللہ کے رسول ہیں۔ (بخاری کتاب الہبہ)

......☆......☆......

اس شمارہ میں

- خطبہ جمعہ فرمودہ حضور انور 28 رجون 2024 (مکمل متن)
- سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (از سیرت خاتم النّبیین)
- حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے بصیرت افروز جوابات
- سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام (از سیرۃ المہدی)
- خدام الاحمدیہ Brisbane آسٹریلیا کی حضور انور سے ملاقات
- جنازہ حاضر وغائب۔ وصایا
- خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بطرز سوال وجواب
- خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ

جمیل احمد ناصر، پرنٹر وپبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر، نگران بدر بورڈ قادیان

مجبوری کی صورت میں جس طرح نماز باجماعت دوبارہ ہوسکتی ہے اسی طرح جمعہ بھی دوبارہ ہوسکتا ہے، اس میں کوئی حرج کی بات نہیں٭

البتہ اس کے لیے یہ احتیاط کرلینی چاہیے کہ جس جگہ پہلے نماز جمعہ ادا کی گئی ہو
وہاں دوبارہ جمعہ نہ پڑھا جائے بلکہ مسجد کے کسی اَور حصہ میں ڈیوٹی والے خدام اپنے نئے خطبہ کے ساتھ الگ جمعہ پڑھ لیں٭

حج یا عمرہ کے موقع پر خانہ کعبہ میں نماز باجماعت یا جمعہ کے بارہ میں جماعت احمدیہ کا یہی مسلک ہے کہ
غیر احمدی امام کے پیچھے نماز اور جمعہ ادا نہ کیا جائے بلکہ اگر ممکن ہو تو احمدی احباب اپنی الگ جماعت کریں اگر ایسا ممکن نہ ہو تو اپنی الگ انفرادی نماز پڑھ لیں٭

اگر کسی وقت کوئی ایسی مجبوری ہوجائے کہ غیر احمدی امام کے پیچھے نماز پڑھنی ناگزیر ہوجائے اور اسکے بغیر کوئی چارہ باقی نہ رہے اور نماز میں شامل نہ ہونیکی وجہ سے کسی فتنہ اور ابتلا میں پڑنیکا اندیشہ ہو تو ایسی صورت میں فتنہ سے بچنے کیلئے وہاں بھی نماز پڑھ لیجائے لیکن بعد میں یہی نماز اپنی الگ بھی ادا کی جائے٭

surrogacy میں میاں بیوی کے مادہ کو ایک ایسی عورت کے رحم میں رکھ کر develop کیا جاتا ہے، جس کا اس مادہ سے کوئی جائز جسمانی تعلق نہیں ہوتا لہٰذا یہ طریق اسلامی تعلیمات کی روشنی میں بے حیائی کے زمرہ میں آتا ہے اور ناجائز اور گناہ ہے اس لیے Surrogate ماؤں کی اسلامی لحاظ سے کوئی شرعی حیثیت نہیں ہے٭

Transgender یا خنثیٰ نر و مادہ کی ہی ایک بیمار شکل ہے٭

Transgender کا لفظ پیدائشی جنسی بیماری میں مبتلا افراد کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے
اور ایسے شخص کیلئے بھی بولا جاتا ہے جو اپنی پیدائشی جنس کے برعکس جنس والے جذبات یا کسی اَور قسم کے جذبات اپنے ذہن میں محسوس کرتا ہو٭

پس Transgender چونکہ ایک قسم کی پیدائشی جنسی بیماری یا ذہنی جنسی بیماری ہے، لہٰذا جس طرح ہم دوسری بیماریوں کا علاج کرواتے ہیں، اسی طرح اس بیماری کا بھی علاج ہونا چاہیے اس بیماری میں مبتلا لوگوں کو ہم اس طرح بُرا نہیں سمجھتے کہ انہیں اپنے سے دُور کرنے کے لیے دھتکار دیں اور ان سے نفرت کریں بلکہ ایک انسان ہونے کی حیثیت سے ہر معاشرہ اور حکومت کا یہ فرض ہے کہ وہ ان کی جائز ضروریات کو پورا کرے، اگر ان کا علاج ہوسکتا ہو تو انہیں علاج کی سہولت بہم پہنچائے۔ اس بیماری کی وجہ سے انہیں ہر اس بُرائی میں مبتلا ہونے سے بچانے کی کوشش کرے، جس میں اس بیماری کے شکار افراد کا شیطان کے بہکاوے میں آکر مبتلا ہونے کا امکان ہو۔ اور ان کی اصلاح کے لیے مناسب اقدامات کرے٭

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے پوچھے جانے والے سوالات کے بصیرت افروز جوابات

نوٹ: سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مختلف وقتوں میں اپنے مکتوبات اور ایم ٹی اے کے مختلف پروگراموں میں اہم مسائل کے بارہ میں جو ارشادات مبارکہ فرماتے ہیں، ان میں سے کچھ قارئین کے افادہ کیلئے الفضل انٹرنیشنل کے شکریہ کے ساتھ شائع کیے جارہے ہیں۔ (ادارہ)

(قسط - 75)

سوال: کینیڈا سے ایک دوست نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے دریافت کیا کہ کیا ایک جگہ دو جمعے ہوسکتے ہیں؟ اگر ہم جمعہ کے وقت سیکیورٹی ڈیوٹی پر ہیں تو ڈیوٹی کے بعد ہم ایک اور جمعہ ادا کرسکتے ہیں؟ اگر نہیں تو خانہ کعبہ میں جمعہ کے وقت ہم کیا کریں، کیا غیر احمدیوں کے پیچھے جمعہ پڑھ لیں اور بعد میں اپنا بھی ادا کرلیں؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوب مورخہ ۱۱/ جنوری ۲۰۲۳ء میں اس سوال کا درج ذیل جواب عطا فرمایا۔ حضور نے فرمایا:

جواب: مجبوری کی صورت میں جس طرح نماز باجماعت دوبارہ ہوسکتی ہے جیسا کہ حدیث نبویہ ﷺ سے ثابت ہے۔ (سنن ترمذی کتاب الصلوٰۃ بَاب مَا جَاءَ فِي الْجَمَاعَةِ فِي مَسْجِدٍ قَدْ صُلِّيَ فِيهِ مَرَّةً) نیز حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی حسب ضرورت دوسری جماعت کو جائز قرار دیا ہے۔ (اخبار بدر قادیان جلد ۶، نمبر ۱، مورخہ ۱۰/ جنوری ۱۹۰۷ء صفحہ ۱۸) اسی طرح جمعہ بھی دوبارہ ہوسکتا ہے۔ اس میں کوئی حرج کی بات نہیں۔

البتہ اس کے لیے یہ احتیاط کرلینی چاہیے کہ جس جگہ پہلے نماز جمعہ ادا کی گئی ہو وہاں دوبارہ جمعہ نہ پڑھا جائے بلکہ مسجد کے کسی اَور حصہ میں ڈیوٹی والے خدام اپنے نئے خطبہ کے ساتھ الگ جمعہ پڑھ لیں۔ چنانچہ اس کی مثال حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کے عہد مبارک میں ہمیں ملتی ہے۔ الفضل قادیان میں مدینۃ المسیح کے عنوان کے تحت لکھا ہے: جمعہ کے دن زن و مرد مسجد اقصیٰ میں چلے جاتے۔ جس سے بعض شریروں کو شرارت کرنے کا موقعہ مل گیا اور ایک دو صاحبوں کا مالی نقصان ہوگیا۔ اس لئے ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب کی تجویز کو حضرت مولوی صاحب (خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ناقل) نے منظور فرما لیا۔ وہ یہ کہ تا حصول اطمینان طَآئِفَةٌ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۱۲ بجے سے بعد نماز جمعہ ہوجانے تک پہرہ دے اور پھر یہ فدائی مسجد مبارک میں جمعہ پڑھ لیں۔ چنانچہ اس جمعہ اس تجویز کے مطابق لاہور کے مخلص و پُرجوش نوجوان بابو وزیر محمدؐ صاحب اور چند افغانستانی احباب اور منشی اکبر شاہ خانصاحب نے اپنے بیس تیس لڑکوں کے ساتھ پہرہ دیا اور جب لوگ مسجد اقصیٰ سے واپس پھرے تو حسب ارشاد امیرؓ (المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ناقل) خانصاحب نے جمعہ پڑھایا۔ (الفضل قادیان دارالامان جلد ۱، نمبر ۴، مورخہ ۹/ جولائی ۱۹۱۳ء صفحہ ۱)

پس ایک جمعہ ہونے کے بعد دوسرا جمعہ بھی ہوسکتا ہے لیکن جیسا کہ مذکورہ بالا حوالہ سے ثابت ہے کہ ایسا صرف حسب ضرورت اور مجبوری ہوسکتا ہے۔ نیز اس کے لیے مقامی انتظامیہ کی اجازت بھی ضروری ہے اور تیسری بات یہ کہ جس مسجد میں جمعہ ہوچکا ہو وہاں دوبارہ جمعہ نہ پڑھا جائے بلکہ کسی اَور جگہ پر پڑھا جائے، لیکن اگر دوسری جگہ کا انتظام ممکن نہ ہو تو اسی مسجد میں محراب سے پیچھے صحن میں یا مسجد کی کسی ایک طرف دوسرا جمعہ پڑھ لیا جائے۔

باقی حج یا عمرہ کے موقع پر خانہ کعبہ میں نماز باجماعت یا جمعہ کے بارہ میں جماعت احمدیہ کا یہی مسلک ہے کہ غیر احمدی امام کے پیچھے نماز اور جمعہ ادا نہ کیا جائے بلکہ اگر ممکن ہو تو احمدی احباب اپنی الگ جماعت کریں۔ لیکن اگر ایسا ممکن نہ ہو تو اپنی الگ انفرادی نماز پڑھ لیں۔ اور اگر کسی وقت کوئی ایسی مجبوری ہوجائے کہ غیر احمدی امام کے پیچھے نماز پڑھنی ناگزیر ہوجائے اور اس کے بغیر کوئی

باقی صفحہ نمبر 14 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

غزوۂ بنونضیر اور اس کے نتیجے میں ہونے والی بنونضیر کی جلاوطنی کا تفصیلی بیان

اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جنگ اور قتل وغارت، مال غنیمت حاصل کرنے وغیرہ کے الزامات لگانے والوں کو دیکھنا چاہیے کہ......اب آخر کار جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنونضیر پر قابو پا لیا تو ان کو جتنی بھی سخت سے سخت سزا دی جاتی تو وہ روا تھی لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی امن پسندی اور صلح جوئی اور رحمت وشفقتِ انسانی کی عجیب شان اور خلق ظاہر ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو یہاں سے امن وسلامتی کے ساتھ چلے جانے کی اجازت دے دی اور رحمت وعنایات خسروانہ کا عالم یہ تھا کہ یہ بھی اجازت دی کہ جو سامان بھی لے جانا چاہیں لے جائیں سوائے اسلحہ اور ہتھیاروں کے

پاکستان کے احمدیوں کے لیے دعائیں جاری رکھیں۔ دنیا میں مسلمانوں کی عمومی حالت کے لیے بھی دعا کریں۔

دنیا میں جنگ کی جو عمومی صورت حال بن رہی ہے اس کے لیے بھی دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی اور ہر معصوم کو اس کے شر سے محفوظ رکھے۔

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 28؍جون 2024ء بمطابق 28؍احسان 1403 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے)، یوکے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ○ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ○ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ۙ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَ لَا الضَّآلِّیْنَ ○

بنونضیر کے ساتھ جنگ کا ذکر ہو رہا تھا۔ اس کی مزید تفصیل یوں ہے۔ اس بارے میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے سیرت خاتم النبیینؐ میں لکھا ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بنونضیر کے ایک قلعے کی طرف روانہ ہوئے تو ’’آپؐ نے اپنے پیچھے مدینہ کی آبادی میں ابن مکتومؓ کو امام الصلوٰۃ مقرر فرمایا اور خود صحابہ کی ایک جماعت کے ساتھ مدینہ سے نکل کر بنونضیر کی بستی کا محاصرہ کر لیا اور بنونضیر اس زمانہ کے طریقِ جنگ کے مطابق قلعہ بند ہو گئے۔ غالباً اسی موقعہ پر عبداللہ بن اُبَی بن سَلُول اور دوسرے منافقین مدینہ نے بنونضیر کے رؤساء کو یہ کہلا بھیجا کہ تم مسلمانوں سے ہرگز نہ دبنا، ہم تمہارا ساتھ دیں گے اور تمہاری طرف سے لڑیں گے لیکن جب عملاً جنگ شروع ہوئی تو بنونضیر کی توقعات کے خلاف ان منافقین کو یہ جرأت نہ ہوئی کہ کھلم کھلا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف میدان میں آئیں اور نہ بنوقریظہ کو یہ ہمت پڑی کہ مسلمانوں کے خلاف میدان میں آکر بنونضیر کی برملا مدد کریں۔ گو دل میں وہ ان کے ساتھ تھے اور درپردہ ان کی امداد بھی کرتے تھے جس کا مسلمانوں کو علم ہو گیا تھا۔ بہرحال بنونضیر کھلے میدان میں مسلمانوں کے مقابل پر نہیں نکلے اور قلعہ بند ہو کر بیٹھ گئے، لیکن چونکہ ان کے قلعے اس زمانہ کے لحاظ سے بہت مضبوط تھے اس لئے ان کو اطمینان تھا کہ مسلمان ان کا کچھ بگاڑ نہیں سکیں گے اور آخر خود تنگ آکر محاصرہ چھوڑ جائیں گے۔ اور اس میں شک نہیں کہ اس زمانہ کے حالات کے ماتحت ایسے قلعوں کا فتح کرنا واقعی ایک بہت مشکل اور پُر از مشقت کام تھا اور ایک بڑا طویل محاصرہ چاہتا تھا۔‘‘

(سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے صفحہ 526)

بہرحال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنونضیر کا محاصرہ جاری رکھا۔ یہ محاصرہ چھ دن اور ایک روایت کے مطابق پندرہ دن تک رہا۔ اس کے علاوہ بیس اور تئیس دنوں کے اقوال بھی مروی ہیں۔ یہ بھی لوگ کہتے ہیں کہ بیس دن یا تئیس دن بھی رہا۔ دورانِ محاصرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند درخت کاٹنے اور جلانے کا حکم دیا۔ چونکہ یہود قلعوں کی فصیلوں سے تیر اور پتھر برسا رہے تھے اور یہ درخت ان کے لیے دفاعی حیثیت رکھتے تھے اور ان کی کمین گاہ کا کام دے رہے تھے یعنی کہ یہ درخت چھپنے کی جگہ بن رہے تھے۔ اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابولیلیٰ مَازِنِی اور عبداللہ بن سلام کو وہ درخت جلانے کی ذمہ داری سونپی۔ یہ جنگی یا دفاعی ضرورت کے لیے کیا گیا تھا نہ کہ صرف باغ اجاڑنے کے لیے۔ کیونکہ اسلام میں درختوں کا کاٹنا تو منع ہے۔ آگے اس میں یہ لکھا ہے کہ ابولیلیٰ مَازِنِی ان کے عجوہ کھجوروں کے درختوں کو آگ لگا رہے تھے اور عبداللہ بن سلام عجوہ کے علاوہ دیگر کھجوروں کے درخت جلا رہے تھے لیکن روایات میں یہ بھی ہے کہ گھٹیا قسم کی کھجوروں کو جلایا گیا۔ اس کی تفصیل مَیں آگے بیان کروں گا۔ بہرحال جو اس روایت میں لکھا ہے وہ یہی ہے کہ حضرت ابولیلیٰ کہنے لگے کہ یہ درخت ان کا قیمتی سرمایہ ہیں یہ جلانے سے انہیں زیادہ رنج ہو گا۔ یہودیوں کو اس کا رنج ہو گا کیونکہ یہ ان کا سرمایہ ہے۔ حضرت عبداللہ بن سلام نے کہا: اللہ ان کے اموال کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مال غنیمت بنائے گا۔ عبداللہ بن سلام کے اس فقرے سے بھی یہ ظاہر ہوتا ہے کہ عجوہ کھجور کے درخت جو کارآمد درخت تھے وہ نہیں جلائے گئے تھے دوسرے درخت جلائے گئے تھے۔ انہوں نے کہا کہ عجوہ سب سے بہتر مال ہے اور انہوں نے تو یہ کہا کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کام آئے گا۔ یہود نے جب ان درختوں کو آگ میں جلتے دیکھا تو ان کی عورتیں اپنے گریبان چاک کرنے لگیں، منہ پر طمانچے مارنے لگیں اور واویلا کرنے لگیں۔ پھر یہود نے فوراً پیغام بھیجا۔ اے محمد! آپ تو بڑے عزت اور شرف کے حامل ہیں۔ آپ فساد سے منع کرنے والے اور فساد کی ہر صورت کو ناپسند کرتے ہیں۔ اب آپ خود ہی یہ کام کر رہے ہیں لیکن جیسا کہ بیان ہو چکا ہے کہ یہ درخت ان کے لیے کمین گاہ کا کام، دفاعی کام دے رہے تھے اس لیے ان کے اس دفاع کو ختم کرنا ضروری تھا اور اس میں حکمت بھی کارفرما تھی کہ جتنی جلدی ہو سکے یہ قوت ختم ہو جائے تاکہ مزید قتل وغارت نہ ہو اور معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے خاص الہام کے تحت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ درخت جلانے کا حکم دیا تھا چنانچہ یہود کے اس الزام کا جواب اللہ تعالیٰ نے یوں دیا ہے کہ مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَآئِمَةً عَلٰۤى اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ (الحشر:6) جو بھی کھجور کا درخت تم نے کاٹا یا اسے اپنی جڑوں پر کھڑا رہنے دیا تو اللہ کے حکم کے ساتھ ایسا کیا ہے اور یہ اس غرض سے تھا کہ وہ فاسقوں کو رسوا کر دے۔

بعض روایات میں آتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے محاصرے کے وقت یہود کو ایک مرتبہ پھر معاف کرنے کا عندیہ دیتے ہوئے نئے عہد و پیمان کی پیشکش بھی کی تھی۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود سے فرمایا کہ اِنَّکُمْ وَاللّٰہِ لَا تَأْمَنُوْنَ عِنْدِیْ اِلَّا بِعَھْدٍ تُعَاھِدُوْنِیْ عَلَیْہِ تم لوگوں پر مجھے کوئی اعتماد نہیں سوائے اس کے کہ تم مجھ سے نئے سرے سے کوئی پختہ عہد کرو۔ لیکن انہوں نے عہد و پیمان سے انکار کر دیا۔ یہود مال کے سب سے زیادہ حریص ہوتے ہیں۔ جب ان کے قیمتی درخت جلائے گئے تو انہوں نے فوراً گھٹنے ٹیک دیے اور

علاقہ چھوڑنے پرراضی ہوگئے۔ (دائرہ معارفِ سیرت محمد رسول اللہ ﷺ جلد 7 صفحہ 183-185 بزم اقبال لاہور 2022ء)

یہ سیرت کی ایک کتاب کا حوالہ مَیں نے دیا ہے۔اب مرزا بشیر احمد صاحبؓ کی جو سیرت ہے اس کے حوالے سے بات کرتا ہوں۔لکھتے ہیں کہ ’’کئی دن تک مسلمان برابر محاصرہ کئے رہے لیکن کوئی نتیجہ نہ نکلا۔جب محاصرہ پر چند دن گزر گئے اور کوئی نتیجہ نہ نکلا اور بنونضیر بدستور مقابلہ پر ڈٹے رہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم صادر فرمایا کہ بنونضیر کے ان کھجوروں کے درختوں میں سے جو قلعوں کے باہر تھے بعض درخت کاٹ دئے جائیں۔ یہ درخت جو کاٹے گئے لِیْنَہ قسم کی کھجور کے درخت تھے۔جو ایک ادنیٰ قسم کی کھجور تھی جس کا پھل عموماً انسانوں کے کھانے کے کام نہیں آتا تھا اور اس حکم میں منشاء یہ تھا کہ تا ان درختوں کو کٹتا دیکھ کر بنونضیر مرعوب ہوجائیں اور اپنے قلعوں کے دروازے کھول دیں اور اس طرح چند درختوں کے نقصان سے بہت سی انسانی جانوں کا نقصان اور ملک کا فتنہ وفساد رک جائے۔ چنانچہ یہ تدبیر کارگر ہوئی اور ابھی صرف چھ درخت ہی کاٹے گئے تھے کہ بنونضیر نے غالباً یہ خیال کر کے کہ شاید مسلمان ان کے سارے درخت ہی جن میں پھل دار درخت بھی شامل تھے، کاٹ ڈالیں گے آہ وپکار شروع کردی۔حالانکہ جیسا کہ قرآن شریف میں تشریح کی گئی ہے صرف بعض درخت اور وہ بھی لِیْنَہ قسم کے درخت کاٹنے کی اجازت تھی اور باقی درختوں کے محفوظ رکھنے کا حکم تھا اور ویسے بھی عام حالات میں مسلمانوں کو دشمن کے پھل دار درخت کاٹنے کی اجازت نہیں تھی۔ بہرحال یہ تدبیر کارگر ہوئی اور بنونضیر نے مرعوب ہوکر پندرہ دن کے محاصرہ کے بعد اس شرط پر قلعہ کے دروازے کھول دئے کہ ہمیں یہاں سے اپنا ساز وسامان لے کر امن وامان کے ساتھ جانے دیا جاوے۔ یہ وہی شرط تھی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود پہلے پیش کر چکے تھے اور چونکہ آپؐ کی نیت محض قیام امن تھی آپؐ نے مسلمانوں کی اس تکلیف اور ان اخراجات کو نظرانداز کرتے ہوئے جو اس مہم میں ان کو برداشت کرنے پڑے تھے اب بھی بنونضیر کی اس شرط کو مان لیا اور محمد بن مَسْلَمہؓ صحابی کو مقرر فرمایا کہ وہ اپنی نگرانی میں بنونضیر کو امن وامان کے ساتھ مدینہ سے روانہ کردیں۔‘‘

(سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے 526-527)

جس طرح حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے لکھا ہے کہ اعلیٰ قسم کی کھجوریں نہیں کاٹی گئی تھیں۔اسی طرح بخاری کی ایک شرح میں بھی لکھا گیا ہے، اس کی یہ روایت ہے۔اس کی تفصیل میں لکھا ہے کہ روایات کی تفصیل میں جائیں تو اوّل تو جن کھجوروں کو جلایا گیا تھا وہ اعلیٰ قسم کی کھجور نہیں تھی بلکہ معمولی اور ردّی قسم کی کھجور تھی جو بالعموم لوگوں کی غذا کے طور پر بھی استعمال نہیں ہوتی تھی۔(نعمۃ الباری فی شرح صحیح البخاری جلد 7 صفحہ 343 حدیث 4031 مطبوعہ رومی پبلیکیشنز لاہور) اور صرف چھ درخت جلائے گئے تھے جیسا کہ سیرت خاتم النبیینؐ میں بھی ذکر ہوا ہے۔

یہود کی بے بسی اور ان کی خود جلاوطنی کی درخواست کرنے کے بارہ میں مزید یوں لکھا ہے کہ مسلمانوں نے اس قبیلے کے یہود کے درخت جلا کر انہیں مزید گھبراہٹ میں ڈال دیا۔اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رعب بھر دیا۔ان کے حوصلے ٹوٹ گئے اور وہ ہتھیار ڈالنے پر آمادہ ہوگئے۔انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہلا بھیجا کہ ہم مدینہ سے نکلنے کو تیار ہیں۔آپ ہمیں پرامن جلاوطنی کا موقع دیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی یہ درخواست منظور فرمائی اور حکم دیا کہ مدینہ سے نکل جاؤ۔تمہاری جانیں محفوظ رہیں گی۔تمہارے اونٹ جو سامان اٹھا سکیں وہ بھی لے جاؤ سوائے اسلحہ کے۔ اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جنگ اور قتل وغارت، مال غنیمت حاصل کرنے وغیرہ کے الزامات لگانے والوں کو دیکھنا چاہیے کہ اب باوجود اس کے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان یہود پر گرفت حاصل کر لی تھی اور یہود بھی وہ کہ جو مسلسل عہدشکنی کے مرتکب ہوتے رہے، وہ لوگ جو متعدد مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو کہ ریاستِ مدینہ کے سربراہ بھی تھے، ان کو قتل کرنے کی مذموم سازشیں اور کوششیں کر چکے تھے اور اب ہتھیار بند ہوکر باقاعدہ بغاوت پر اتر آئے تھے اور اس محاصرے کے دوران بھی ایک بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ازسرنو معاہدہ اور صلح کی پیشکش کی تھی جسے نہایت تکبر سے انہوں نے ٹھکرادیا تھا اور اب آخرکار جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر قابو پالیا تو ان کو جتنی بھی سخت سے سخت سزا دی جاتی تو وہ روا تھی لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی امن پسندی اور صلح جوئی اور رحمت وشفقتِ انسانی کی عجیب شان اور خلق ظاہر ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو یہاں سے امن وسلامتی کے ساتھ چلے جانے کی اجازت دے دی اور رحمت وعنایات خسروانہ کا عالم یہ تھا کہ یہ بھی اجازت دی کہ جو سامان بھی لے جانا چاہیں لے جائیں سوائے اسلحہ اور ہتھیاروں کے۔

چنانچہ آگے تفصیل آئے گی کہ یہود نے اس جُود وکرم سے اس طرح فائدہ اٹھایا کہ اپنے گھروں کے دروازے تک اکھیڑ کر چھ سو اونٹوں پر سامان لاد کر لے گئے اور اپنی فطرت کا مظاہرہ یوں کیا کہ جو سامان ساتھ نہیں لے جا سکتے تھے وہ پوری کوشش کی کہ ضائع کر دیا جائے۔ چنانچہ اپنے گھروں کی چھتوں اور دیواروں کو منہدم کر دیا تا کہ مسلمانوں کے کام نہ آسکے۔گھر بھی توڑ کے چلے گئے۔بنونضیر کے ساتھ کی جلاوطنی کی جو شرائط رکھی گئی تھیں۔ان شرائط کے حوالہ سے ان امور کا ذکر ملتا ہے۔

نمبر ایک۔بنونضیر کے یہود مدینہ منورہ کے علاقے سے جہاں چاہیں کوچ کر جائیں۔پہلی بات یہ کہ بنونضیر کے لوگ مدینہ چھوڑ دیں اور جہاں مرضی چاہیں چلے جائیں۔نمبر دو: یہود مدینہ منورہ سے جلاوطن ہونے کے وقت مکمل طور پر بغیر ہتھیار رہوں گے۔نمبر تین: ہتھیاروں کے سوا یہود جس قدر اپنے اموال اپنے اونٹوں پر لے جا سکتے ہیں وہ لے جائیں۔نمبر چار یہ کہ یہود کے مقدور بھر اموال اٹھا لینے کے بعد ان کے جو منقولہ وغیر منقولہ اموال بچ جائیں گے وہ مسلمانوں کی ملکیت ہوں گے۔

جلاوطنی کے عمل کی نگرانی اور یہود کے عذر اور بہانے بنانے کی تفصیل بھی ہے۔اس میں لکھا ہے کہ بنونضیر کو مدینہ منورہ سے جلاوطن کرنے کی ذمہ داری حضرت محمد بن مَسْلَمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سونپی گئی۔اس وقت یہود نے ایک اَور عذر کیا کہ یہاں کے بہت سے لوگ ہمارے مقروض ہیں۔وہ قرض انہیں مقررہ مدت کے بعد ادا کرنا ہے، ان کا کیا بنے گا؟ ان کا مقصد تھا کہ ہمیں مدینہ میں ٹھہرنے کا مزید موقع مل جائے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سود ختم کر کے قرض کی رقم کم کر دو اور جلدی کرو۔ٹھیک ہے قرض تمہیں واپس مل جاتا ہے بشرطیکہ تم سود ختم کرو لیکن جلدی یہاں سے جاؤ۔ابورافع سَلَّام بن اَبی حُقَیق نے حضرت اُسَید بن حُضَیر سے ایک سو بیس دینار لینے تھے۔ چنانچہ اس نے چالیس دینار سود ختم کر کے اصل زر اسّی دینار وصول کر لیے۔(سیرت انسائیکلو پیڈیا جلد 7 صفحہ 54 دار السلام ریاض 1435ھ) اس طرح اَور بہت سارے دوسرے لوگ بھی ہوں گے۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جلاوطنی کی شرائط عائد کیں تو ابورافع سَلَّام بن اَبی حُقَیق نے حُیَی بن اَخْطَب سے کہا کہ تیرا برا ہو۔اسلام قبول کر لے اس سے پہلے کہ اس سے بھی بدتر انجام بھگتنا پڑے۔حُیَی نے کہا اس سے بدتر انجام کیا ہوسکتا ہے؟ ابورافع نے کہا کہ ہمارے بال بچوں کو قید کر لیا جائے گا، ہمارے بہادر قتل ہوں گے اور ہمارے اموال مسلمانوں کے قبضہ میں چلے جائیں گے۔آج مال چھوڑ کر جانیں بچانا آسان ہے۔ اگر ہم نے کوئی فتنہ کھڑا کیا تو اس کا انجام قتل اور قید ہوگا۔حُیَی ایک دو دن اس فیصلے پر سوچتا رہا۔جب یَامِین بن عُمَیر اور ابوسعد بن وَھْب نے اس کی یہ کشمکش دیکھی تو ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ بلاشبہ تمہیں پتہ ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں۔تم کس چیز کا انتظار کر رہے ہو؟ ہم مسلمان ہوجائیں۔ پتہ تو ہے ہمیں۔ ہماری کتابوں سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے تو بہتر ہے کہ مسلمان ہوجائیں۔اس طرح ہمارے مال اور جانیں محفوظ ہوجائیں گی۔ چنانچہ وہ رات کی تاریکی میں اپنے قلعوں سے نکلے اور اسلامی لشکر میں آ گئے۔انہوں نے اسلام قبول کر کے اپنی جان ومال محفوظ کر لیے۔اس طرح یہ دو لوگ مسلمان ہوئے۔

(سیرت انسائیکلو پیڈیا جلد 7 صفحہ 55 دار السلام ریاض 1435ھ)

یامین بن عُمَیرؓ بعد میں بہت مخلص صحابی ثابت ہوئے بلکہ ان کے دل میں انہی دنوں میں ہی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اتنا گھر کر چکی تھی کہ بنونضیر کے جس یہودی عَمْرِو بن جَحَّاش نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کی مذموم کوشش کی تھی۔ یہ انہی اسلام قبول کرنے والے یامین بن عمیر کا چچا زاد تھا تو اس مخلص نومسلم نے ایک شخص کے ذریعہ عَمْرِو بن جَحَّاش کو قتل کروا دیا۔رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس کے اس اخلاص اور محبت کا علم ہوا تو آپؐ نے مسرت کا اظہار فرمایا۔

(سبل الھدیٰ والرشاد، جزء 4 صفحہ 323 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1993ء)

(البدایۃ والنہایۃ جزء 5 صفحہ 538 دار ھجر 1997ء)

یہ تاریخ کی ایک کتاب کا حوالہ ہے۔ یہود کی جلاوطنی کی کیفیت کے بارے میں لکھا ہے کہ یہود نے جلاوطنی کے وقت اپنے اونٹوں پر عورتوں اور بچوں کے علاوہ اپنا وہ سامان بھی لاد لیا جو اونٹ لے جا سکتے تھے۔صرف ہتھیار چھوڑ دیے۔ان کے ساتھ کل ملا کر چھ سو اونٹ تھے۔ ہر شخص خود اپنا مکان گرا کر اس کی لکڑی جیسے دروازے اور کھڑکیاں وغیرہ تک نکال کر اونٹوں پر لاد کر لے گیا۔ایک روایت میں ہے کہ ان لوگوں نے اپنے مکانوں کے ستون اور چھتیں تک توڑ ڈالیں۔کواڑ، تختے جو دروازے تھے یہاں تک کہ ان کی چولیں چوگاٹھیں تک نکال لیں اور محض حسد اور جلن میں اپنے مکانوں کی دیواریں تک منہدم کر دیں تا کہ وہ اس قابل نہ رہیں کہ ان کے جلاوطن ہونے کے بعد ان مکانوں کو مسلمان آباد کر سکیں۔

(سیرت حلبیہ جلد 2 صفحہ 361 دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان 2008ء)

جب یہود نے اپنے بچوں اور عورتوں کو سواری کے اونٹوں پر سوار کیا اور بقیہ اونٹوں پر سامان لادنے لگے تو ان کے اس انداز سے یوں معلوم ہوتا تھا جیسے انہیں جلاوطن ہونے کی کوئی پریشانی یا ندامت نہیں حالانکہ ان کے سینے آتش کدے بنے ہوئے تھے، آگ لگی ہوئی تھی ان کے سینوں میں لیکن ظاہر یہ کر رہے تھے کہ ان کو کوئی پروا نہیں۔البتہ لوگوں کو یہ تاثر دے رہے تھے کہ ہم خوش وخرم یہاں سے جا رہے ہیں۔ یہ لوگ پہلے بنوحارث بن خَزْرَج کے علاقے سے گزرے اور جِسْر کے علاقے کو عبور کیا۔ پھر مدینہ منورہ کے بازاروں سے ان کا گزر ہوا۔جِسْر بھی مدینہ کی ایک مارکیٹ تھی۔ بہرحال انہوں نے اپنی عورتوں کو بناؤ سنگھار کر کے ہودجوں پر بٹھا رکھا تھا۔اونٹوں پر سوار کیا ہوا تھا اور ساتھ گانے باجے پر ان کی کنیزیں ناچ بھی رہی تھیں۔ یہ لوگ اپنے مال وثروت کو لوگوں پر عیاں کر رہے تھے تا کہ لوگ ان پر رشک کریں۔ابورافع نے چمڑے سے بنے تھیلے کو سونے چاندی سے بھرا ہوا تھا۔اسے اچھال اچھال کر کہہ رہا تھا کہ ہم نے یہ رقم انہی حالات کا مقابلہ کرنے اور فتح حاصل کرنے کے لئے رکھی ہے۔ان کے جانے کی کیفیت یہ تھی کہ نغمے الاپے جا رہے تھے۔شہنائیاں بج رہی تھیں۔اشتعال انگیز اشعار زبان پر تھے اور رقص کیا جا رہا تھا لیکن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی کم ظرفی کو نظرانداز کر دیا۔ یہ دیکھنے کے باوجود ان پہ کوئی توجہ نہیں دی۔اگر ان کا واسطہ کسی دوسری قوم سے پڑتا تو شاید انہیں ستر پوشی کے لیے کپڑا بھی نہ دیا جاتا۔

(دائرہ معارفِ سیرت محمد رسول اللہ ﷺ جلد 7 صفحہ 187 بزم اقبال لاہور 2022ء)

(مقالات مدینہ منورہ صفحہ 142 مرتبہ محمد فیض احمد اویسی، کتب خانہ امام احمد رضا)

جو حالت انہوں نے کی تھی، جو رویہ انہوں نے اختیار کیا تھا ان کو سزا تو ایسی ملنی چاہیے تھی کہ کچھ بھی نہ جانے دیا جاتا لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عفو اور رحم دلی تھی جس نے ان باتوں کی کوئی پروا نہیں کی۔

بنو نضیر کا نیا مسکن کہاں بنا؟ اس بارے میں لکھا ہے کہ بنو نضیر کو جب جلاوطنی کا حکم ہوا تو ان کے لیے ضروری نہیں تھا کہ وہ سارے جزیرہ نمائے عرب سے نکل جائیں بلکہ ضروری یہ تھا کہ وہ مدینہ منورہ سے نکل جائیں۔ صرف مدینہ سے نکالا گیا تھا اور اس کے سوا جہاں چاہیں آباد ہو جائیں۔ چنانچہ ان میں سے کچھ تو شام کے علاقے أَذْرِعَاتْ کی طرف چلے گئے اور اکثر نے خیبر کا رخ کیا۔ خیبر مدینہ منورہ سے تقریباً چھیانوے میل دور ہے اور یہ جزیرہ نمائے عرب میں پناہ گزین یہود کا اتنا بڑا مرکز تھا کہ اس میں مسلح جنگجوؤں کی تعداد دس ہزار تھی۔ علاوہ ازیں وہاں یہود کے بہت سے قلعے بھی تھے اور یہ علاقہ زرعی دولت سے مالا مال تھا۔ جزیرہ نمائے عرب کے تمام یہود بنو نضیر کی سیادت اور قیادت کے قائل تھے کیونکہ یہ اپنے آپ کو حضرت ہارون علیہ السلام کی نسل قرار دیتے تھے۔ اس کے علاوہ مالدار ہونے کے ساتھ ساتھ بنو نضیر کے یہ لوگ بہت زیادہ شاطر ذہنیت کے مالک تھے۔ چنانچہ جب بنو نضیر کے یہود خیبر چلے گئے تو وہاں یہود کی طاقت وقوت میں مزید اضافہ ہو گیا۔ ان میں بنو نضیر کے اکابر حُیَیّ بن اخطب، سلّام بن ابی حُقَیق اور کِنَانہ بن ربیع جیسے لوگ تھے۔ خیبر کے یہود جنگی صلاحیت و مہارت میں ممتاز اور فائق تھے۔ جنگی لحاظ سے خیبر کے لوگ بڑے ماہر تھے لیکن بنو نضیر کے یہود جنگ کی نسبت سیاسی بصیرت میں آگے تھے۔ سیاسی لحاظ سے بنو نضیر والے بہت ہوشیار تھے۔ خیبر میں قدم رکھتے ہی انہوں نے یعنی بنو نضیر کے لوگوں نے بڑی سہولت کے ساتھ اپنے آپ کو سیادت و قیادت کے منصب پر فائز کر لیا اور اس کے نتیجہ میں خیبر مسلمانوں کے لیے بڑا جنگی محاذ بن گیا۔

(سیرت انسائیکلو پیڈیا جلد 7 صفحہ 57-58 دار السلام ریاض 1435ھ)

بنو نضیر کے یہود کے ساتھ انصار کے بیٹوں کے جانے کے بارے میں بیان ہوا ہے کہ بنو نضیر میں سے کچھ لوگ مدینہ سے نکل کر شام کے علاقے أذرِعات کی طرف چلے گئے۔ ان یہود میں کچھ انصاری مسلمانوں کے بیٹے بھی تھے جن کی وجہ یہ تھی کہ اگر کسی انصاری عورت کی اولاد زندہ نہیں رہتی تھی تو اسلام لانے سے پہلے ان میں یہ دستور تھا کہ وہ عورت یہ منت مان لیا کرتی تھی کہ اگر اس کا بیٹا زندہ رہا تو وہ اس کو یہودی بنا دے گی۔ چنانچہ ایسے کئی لوگ تھے جو انصار کے بیٹے تھے مگر وہ یہودی بنا دیے گئے تھے۔ جب بنو نضیر کے لوگ جلاوطن ہونے لگے تو ان لڑکوں کے باپوں نے کہا کہ ہم اپنے بچوں کو ان کے ساتھ نہیں جانے دیں گے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے لیے یہ وحی نازل فرمائی۔ سیرت الحلبیہ میں یہ لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ لَآ اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ (البقرہ: 257) کہ دین میں کوئی جبر نہیں۔

(سیرت حلبیہ جلد 2 صفحہ 362 دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان 2008ء)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے بھی اس بارے میں لکھا ہے کہ ”بنو نضیر بڑے ٹھاٹھ اور شان و شوکت سے اپنا سارا ساز و سامان حتی کہ خود اپنے ہاتھوں سے اپنے مکانوں کو مسمار کر کے ان کے دروازے اور چوکھٹیں اور لکڑی تک اکھیڑ کر اپنے ساتھ لے گئے۔ اور لکھا ہے کہ یہ لوگ مدینہ سے اس جشن اور دھوم دھام کے ساتھ گاتے بجاتے ہوئے نکلے کہ جیسے ایک بارات نکلتی ہے۔ البتہ ان کا سامانِ حرب اور جائیداد غیر منقولہ یعنی باغات وغیرہ مسلمانوں کے ہاتھ آئے اور چونکہ یہ مال بغیر کسی عملی جنگ کے ملا تھا اس لئے شریعت اسلامی کی رو سے اس کی تقسیم کا اختیار خالصۃً رسول اللہؐ کے ہاتھ میں تھا اور آپؐ نے یہ اموال زیادہ تر اُن غریب مہاجرین میں تقسیم فرما دئے جن کے گزارہ جات کا بوجھ ابھی تک اس ابتدائی سلسلہ مواخات کے ماتحت انصار کی جائیدادوں پر تھا اور اس طرح بالواسطہ انصار بھی اس مالِ غنیمت کے حصہ دار بن گئے۔

جب بنو نضیر محمد بن مَسْلَمہ صحابی کی نگرانی میں مدینہ سے کوچ کر رہے تھے تو بعض انصار نے ان لوگوں کو ان کے ساتھ جانے سے روکنا چاہا جو درحقیقت انصار کی اولاد سے تھے مگر ان کے منت ماننے کے نتیجہ میں یہودی ہو چکے تھے اور بنو نضیر ان کو اپنے ساتھ لے جانا چاہتے تھے لیکن چونکہ انصار کا یہ مطالبہ اسلامی حکم لَآ اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ۔ یعنی (دین کے معاملہ میں کوئی جبر نہ ہونا چاہئے) کے خلاف تھا، اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کے خلاف اور یہود کے حق میں فیصلہ کیا اور فرمایا کہ جو شخص بھی یہودی ہے اور جانا چاہتا ہے ہم اسے نہیں روک سکتے۔ البتہ بنو نضیر میں سے دو آدمی خود اپنی خوشی سے مسلمان ہو کر مدینہ میں ٹھہر گئے۔“ جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے۔

”ایک روایت آتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو نضیر کے متعلق یہ فیصلہ کیا تھا کہ وہ شام کی طرف چلے جائیں۔ یعنی عرب میں نہ ٹھہریں لیکن باوجود اس کے ان کے بعض سردار مثلاً سَلّام بن ابی الحُقَیق اور کِنَانہ بن ربیع اور حُیَیّ بن اخطب وغیرہ اور ایک حصہ عوام کا بھی حجاز کے شمال میں یہودیوں کی مشہور بستی خیبر میں جا کر مقیم ہو گیا اور خیبر والوں نے ان کی بڑی آؤ بھگت کی ...... یہ لوگ بالآخر مسلمانوں کے خلاف خطرناک فتنہ انگیزی اور اشتعال جنگ کا باعث بنے۔“

(سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے صفحہ 527-528)

بنو نضیر سے حاصل ہونے والا مال مالِ فَے کہلاتا ہے۔ اس کی تقسیم کس طرح ہوئی۔ اس بارے میں لکھا ہے کہ قبیلہ بنو نضیر کے کوچ کرنے کے بعد ان کا اسلحہ، باغات، زمینیں اور مکانات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قبضہ میں لے لیے۔ ہتھیاروں میں پچاس خَود، پچاسی زرہیں اور تین سو چالیس تلواریں تھیں۔ یہ مسلمانوں کو ملنے والا پہلا مالِ فَے تھا۔ مالِ فَے وہ ہوتا ہے جو کفار سے جنگ کے بغیر حاصل ہو جائے۔ اس مال میں سے مالِ غنیمت کی طرح خمس نہیں نکالا جاتا بلکہ سارے کا سارا مال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیار میں ہوتا تھا تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جہاں چاہیں اسے صرف فرمائیں۔ بنو نضیر سے لڑائی کی نوبت ہی نہیں آئی تھی بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کا رعب و دبدبہ ان کے دلوں پر طاری کر دیا تھا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو ان کے مال کا وارث بنا دیا۔

یہ مالِ فَے تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے تمام ساز و سامان کو مسلمانوں میں تقسیم کر دیا تاکہ وہ اسے نیکی کے کاموں میں خرچ کریں۔ اس کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ وَمَآ أَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَآ أَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (الحشر: 7) اور اللہ نے ان کے اموال میں سے اپنے رسول کو جو بطور غنیمت عطا کیا تو اس پر تم نے نہ گھوڑے دوڑائے اور نہ اونٹ۔ لیکن اللہ اپنے رسولوں کو جن پر چاہتا ہے مسلط کر دیتا ہے۔ یعنی کوئی جنگ نہیں ہوئی۔ اور اللہ ہر چیز پر جسے وہ چاہے دائمی قدرت رکھتا ہے۔

(دائرہ معارف سیرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جلد 7 صفحہ 189-190 بزم اقبال لاہور 2022ء)

انصار کے عجیب قابلِ رشک محبت اور ایثار کے اظہار کا نمونہ بھی ہمیں یہاں ملتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مالِ فَے تقسیم کرتے وقت حضرت ثابت بن قیس بن شَمَّاس سے فرمایا کہ میرے سامنے اپنی قوم کو اکٹھا کرو۔ انہوں نے دریافت کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! خزرج؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمام انصار کو بلاؤ۔ تو انہوں نے آپؐ کے لیے اَوس اور خزرج کو بلا لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حمد و ثنا کے بعد انصار کے مہاجرین سے حسن سلوک کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا یعنی جو حسن سلوک انصار نے مہاجرین کے ساتھ کیا تھا اس کا تذکرہ کیا اور انصار کو فرمایا کہ اگر تم چاہو تو بنو نضیر سے حاصل شدہ مالِ فَے تمہارے اور مہاجرین کے درمیان تقسیم کر دیا جائے۔ اس صورت میں مہاجرین تمہارے گھروں پر قابض اور مالوں کے مالک رہیں گے۔ اور اگر تمہاری مرضی ہو تو میں مالِ فَے مہاجرین میں تقسیم کر دوں۔ اس صورت میں وہ تمہارے دیے ہوئے گھروں سے نکل جائیں گے۔ یعنی اب جو جائیدادیں آپس میں تقسیم کی ہوئی تھیں اور جو فائدہ انصار سے مہاجرین اٹھا رہے تھے وہ ختم ہو جائے گا کیونکہ ان کے اپنے پاس جائیداد ہو جائے گی۔ اس پر حضرت سعد بن عُبَادہؓ اور حضرت سعد بن مُعاذؓ نے عرض کیا کہ ہمارے اموال ان کے پاس رہنے دیجئے اور بنو نضیر کے تمام اموال بھی ہمارے مہاجر بھائیوں میں تقسیم کر دیں۔ جو ہم نے دیا ہوا ہے وہ بھی ان کے پاس رہے اور بنو نضیر کا جو مال ہے، فَے کا مال وہ بھی ان میں دے دیں۔ یہ سنا جب تو مہاجرین کی ہر طرف سے صدائیں آنے لگیں کہ رَضِیْنَا وَسَلَّمْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ۔ یعنی اے اللہ کے رسول! ہم اس پر خوش ہیں اور ہم نے اسے تسلیم کیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس ایثار و قربانی کے جذبے کو دیکھ کر انتہائی خوش ہوئے اور فرمایا: اَللّٰھُمَّ ارْحَمِ الْأَنْصَارَ وَأَبْنَاءَ الْأَنْصَارِ۔ اے اللہ! انصار اور ان کی اولادوں پر رحم فرما۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اکثر اموال مہاجرین کی جماعت میں تقسیم فرما دیے۔ انصار میں سے صرف دو تنگدست صحابہؓ کو اس مال سے نوازا گیا اور وہ حضرت سَہْلِ بن حُنَیف اور حضرت اَبُودُجَانہ تھے۔ ابن عُیَیْنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے زہری کو کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو نضیر کے اموال میں سے حضرت سَہْلِ بن حُنَیف اور حضرت اَبُودُجَانہ کے علاوہ انصار میں سے کسی کو حصہ نہیں دیا کیونکہ یہ دونوں تنگدست تھے اس لیے ان کو حصہ دیا گیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سَعد بن مُعَاذ کو بن ابی الحقیق کی تلوار عطا کی۔ اس تلوار کی بڑی شہرت تھی۔

(سبل الہدیٰ والرشاد جلد 4 صفحہ 325 دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان 1993ء)

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 3 صفحہ 247 دار احیاء التراث العربی بیروت)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بقیہ سامان غرباء میں تقسیم کر دیا اور کچھ اپنے لیے رکھا جو ازواجِ مطہرات کے اخراجات کے لیے تھا۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہی بنو نضیر کے باغات سے حاصل ہونے والے غلے میں سے سال بھر کا خرچ اپنی ازواج کو دے دیتے تھے۔ اپنی بیویوں کو ان کا جو سال کا خرچہ تھا وہ دیتے اور باقی جو بچ جاتا تھا اسے جہاد کی تیاری کے لیے صرف کرتے تھے۔ غریبوں اور ناداروں کی اعانت بھی اسی مال سے کی جاتی تھی۔ بنو نضیر کے سات باغات تھے جن پر آزاد کردہ غلام حضرت ابو رافع کو مقرر کیا گیا تھا۔ یعنی وہ ان کے مینیجر تھے۔ ان باغات کے نام یہ تھے۔ مِیثَبْ، صَافِیہ، دَلَال، حُسنیٰ، بُرْقَہ، اَعْوَافْ اور مَشْرَبَہ اُمّ ابراہیم۔

(دائرہ معارفِ سیرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جلد 7 صفحہ 191 بزم اقبال لاہور 2022ء)

بہر حال یہاں غزوۂ بنو نضیر کا ذکر ختم ہوا ہے۔ آئندہ انشاء اللہ دوسرے غزوات کا ذکر ہوگا۔

پاکستان کے احمدیوں کے لیے دعائیں جاری رکھیں وہاں کے حالات کی بہتری کے لیے دعائیں کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ وہاں کی عمومی امن و امان کی حالت کو بھی بہتر کرے اور احمدیوں کو اپنی حفاظت میں رکھے۔

دنیا میں مسلمانوں کی عمومی حالت کے لیے بھی دعا کریں۔ یہ لوگ بھی زمانے کے امام کو مان کر اپنا وقار دوبارہ حاصل کر سکیں۔ دنیا میں جنگ کی جو عمومی صورتحال بن رہی ہے اس کے لیے بھی دعا کریں۔ جس طرف دنیا جا رہی ہے یہ جنگ تو لگتا ہے اب ضرور ہونی ہے لیکن اللہ تعالیٰ ہر احمدی اور ہر معصوم کو اس کے شر سے محفوظ رکھے۔

......☆......☆......☆......

سیرت خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم. اے. رضی اللہ عنہ)

بنو قریظہ کی غدّاری اور مدینہ میں یہود کا خاتمہ

قانون شادی وطلاق

غزوہ بنو قریظہ ذوقعدہ ۵ ہجری

مطابق مارچ واپریل ۶۲۷ء

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ خندق سے فارغ ہوکر شہر میں واپس تشریف لائے تو ابھی آپ بمشکل ہتھیار وغیرہ اتار کر نہانے دھونے سے فارغ ہی ہوئے تھے کہ آپ کو خدا کی طرف سے کشفی رنگ میں یہ بتایا گیا کہ جب تک بنو قریظہ کی غداری اور بغاوت کا فیصلہ نہ ہو جاتا آپ کو ہتھیار نہیں اتارنے چاہئے تھے۔اور پھر آپ کو یہ ہدایت دی گئی کہ آپ بلاتوقف بنو قریظہ کی طرف روانہ ہو جائیں۔اس پر آپ نے صحابہ میں عام اعلان کروادیا کہ سب لوگ بنو قریظہ کے قلعوں کی طرف روانہ ہو جائیں اور نماز عصر وہیں پہنچ کر ادا کی جاوے اور آپ نے حضرت علیؓ کو صحابہ کے ایک دستے کے ساتھ فوراً آگے روانہ کر دیا۔

جب حضرت علیؓ وہاں پہنچے تو بجائے اس کے کہ بنو قریظہ (جن میں غزوہ خندق کے بعد بنونضیر کا رئیس اعظم اور فتنہ کا بانی مبانی حیی بن اخطب بھی اپنے وعدہ کے مطابق آکر شامل ہو گیا تھا) اپنی غدّاری وبغاوت پر اظہار ندامت کر کے عفو ورحم کے طالب بنتے انہوں نے برملا طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیں۔اور کمال بے حیائی اور کمینگی کے طریق پر ازواج مطہرات کے متعلق بھی نہایت ناگوار بدزبانی کی۔

حضرت علیؓ اور ان کے دستے کے روانہ ہوچکنے کے تھوڑی دیر بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی مسلح ہوکر مدینہ سے روانہ ہوئے۔اس وقت آپؐ ایک گھوڑے پر سوار تھے اور صحابہ کی ایک بڑی جماعت آپ کے ساتھ تھی۔جب آپ بنو قریظہ کے قلعوں کے قریب پہنچے تو حضرت علیؓ نے جو تھوڑی دور تک آپ کے استقبال کے لئے واپس آ گئے تھے آپ سے عرض کیا کہ ’’یارسول اللہ! میرے خیال میں آپ کو خود آگے تشریف لے جانے کی ضرورت نہیں ہے ہم لوگ انشاء اللہ کافی ہوں گے۔آپ سمجھ گئے اور فرمانے لگے ’’کیا بنو قریظہ نے میرے متعلق کوئی بدزبانی کی ہے؟‘‘ حضرت علی نے عرض کیا ہاں یارسول اللہ! آپ نے فرمایا۔خیر ہے چلو قَدْ اُوْذِیَ مُوْسٰی بِاَکْثَرَ مِنْ ھٰذَا۔یعنی ’’موسیٰؑ کو ان لوگوں کی طرف سے اس سے بھی زیادہ تکالیف پہنچی تھیں۔غرض آپ آگے بڑھے اور بنو قریظہ کے ایک کنوئیں پر پہنچ کر ڈیرہ ڈال دیا۔

شروع شروع میں تو یہودی لوگ سخت تمرّد اور غرور ظاہر کرتے رہے حتّٰی کہ چند مسلمان جوان کے قلعہ کی دیوار کے پاس ہوکر ذرا آرام کرنے بیٹھے تھے ان پر ایک یہودی عورت بنانۃ نامی نے قلعہ کے اوپر سے ایک بھاری پتھر پھینک کر ان میں سے ایک آدمی خلاد نامی کو شہید کر دیا اور باقی مسلمان بچ گئے لیکن جوں جوں وقت گزرتا گیا ان کو محاصرہ کی سختی اور اپنی بے بسی کا احساس ہونا شروع ہوا اور بالآخر انہوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ اب کیا کرنا چاہئے۔اس مشورہ میں ان کے رئیس کعب بن اسد نے ان کے سامنے تین تجاویز پیش کیں اور کہا کہ ’’ان میں سے جو بھی تمہیں پسند ہو اسے اختیار کر لو۔پہلی تجویز یہ ہے، کہ ہم محمدؐ پر ایمان لاکر مسلمان ہو جائیں کیونکہ اگر سچ پوچھا جاوے تو محمدؐ کی صداقت عیاں ہوچکی ہے اور ہماری کتب میں بھی اس کی تصدیق پائی جاتی ہے اور جب ہم مسلمان ہو جائیں گے تو لازماً یہ جنگ رک جائے گی۔‘‘ مگر لوگوں نے اس تجویز کو سختی کے ساتھ رد کر دیا اور کہا ہم ایسا کبھی نہیں کریں گے۔جس پر کعب نے کہا کہ ’’پھر میرا دوسرا مشورہ یہ ہے کہ ہم اپنے بچوں اور عورتوں کو قتل کر دیں اور پھر عواقب کی طرف سے بے فکر ہوکر تلواریں لیں اور میدان میں نکل جائیں اور پھر جو ہو سو ہو۔‘‘ لوگوں نے کہا یہ بھی ہمیں منظور نہیں کیونکہ بچوں اور عورتوں کو مار کر ہماری زندگی کیا رہے گی۔کعب نے جواب دیا کہ ’’اچھا اگر یہ بھی منظور نہیں تو میری آخری تجویز یہ ہے کہ آج سبت کی رات ہے اور محمدؐ اور اس کے اصحاب آج اپنے آپ کو ہماری طرف سے امن میں سمجھتے ہوں گے پس آج رات ہم قلعہ سے نکل کر محمدؐ اور اس کے ساتھیوں پر شب خون ماریں اور بعید نہیں کہ ان کی غفلت کی وجہ سے ہم انہیں مغلوب کر لیں۔‘‘ مگر بنو قریظہ نے اس تجویز کے ماننے سے بھی انکار کر دیا اور کہا کہ آگے ہی ہماری قوم سبت کی بے حرمتی کی وجہ سے مسخ کی جاچکی ہے پس اب ہم مزید بے حرمتی کر کے اپنی تباہی کا خود بیج نہیں بوسکتے۔اس طرح کعب کی ساری تجاویز رد ہوگئیں اور معاملہ وہیں کا وہیں رہا۔

آخر جب بنو قریظہ محاصرہ کی سختی سے تنگ آ گئے تو انہوں نے یہ تجویز کی کہ کسی ایسے مسلمان کو جو ان سے تعلقات رکھتا ہو اور اپنی سادگی کی وجہ سے ان کے داؤ میں آسکتا ہو اپنے قلعہ میں بلائیں اور اس سے یہ پتہ لگانے کی کوشش کریں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ان کے متعلق کیا ارادہ ہے تاکہ وہ اس کی روشنی میں آئندہ طریق عمل تجویز کر سکیں۔چنانچہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک ایلچی روانہ کر کے یہ درخواست کی کہ ابولبابہ بن منذر انصاری کو ان کے قلعہ میں بھجوایا جاوے تاکہ وہ اس سے مشورہ کر سکیں۔آپ نے ابولبابہ کو اجازت دی اور وہ ان کے قلعہ میں چلے گئے۔اب رؤساء بنو قریظہ نے یہ تجویز کی ہوئی تھی کہ جونہی کہ ابولبابہ قلعہ کے اندر داخل ہو سب یہودی عورتیں اور بچے روتے اور چلاتے ہوئے ان کے اردگرد جمع ہو جائیں اور اپنی مصیبت اور تکلیف کا ان کے دل پر پورا پورا اثر پیدا کرنے کی کوشش کی جائے۔چنانچہ ابولبابہ پر یہ داؤ چل گیا اور وہ قلعہ میں جاتے ہی ان کی ’’مصیبت‘‘ کا شکار ہو گئے اور بنو قریظہ کے اس سوال پر کہ اے ابولبابہ تو ہمارا حال دیکھ رہا ہے کیا ہم محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے فیصلہ پر اپنے قلعوں سے اتر آویں۔ابولبابہ نے بے ساختہ جواب دیا ’’ہاں‘‘ مگر ساتھ ہی اپنے گلے پر ہاتھ پھیر کر اشارہ کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے قتل کا حکم دیں گے حالانکہ یہ بالکل غلط تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قطعاً کوئی ایسا ارادہ ظاہر نہیں کیا تھا مگر ان کی مصیبت کے مظاہرہ سے متاثر ہوکر ابولبابہ کا خیال آلام ومصائب کی رو میں ایسا بہا کہ موت سے ورے ورے نہیں ٹھہرا اور ابولبابہ کی یہ غلط ہمدردی (جس کی وجہ سے وہ بعد میں خود بھی نادم ہوئے اور اس ندامت میں انہوں نے اپنے آپ کو جاکر مسجد کے ایک ستون سے باندھ دیا۔حتّٰی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں معاف کرتے ہوئے خود جاکر انہیں کھولا) بنو قریظہ کی تباہی کا باعث بن گئی اور وہ اس بات پر ضد کر کے جم گئے کہ ہم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیصلہ پر نہیں اتریں گے۔

اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جنگ جاری رہی اور آخر کم وبیش بیس دن کے محاصرہ کے بعد یہ بدبخت یہود ایک ایسے شخص کو حَکَم مان کر اپنے قلعوں سے اترنے پر رضا مند ہوئے جو باوجود ان کا حلیف ہونے کے ان کی کارروائیوں کی وجہ سے ان کے لئے اپنے دل میں کوئی رحم نہیں پاتا تھا اور جو گو عدل وانصاف کا مجسمہ تھا مگر اس کے قلب میں رحمۃ للعالمین کی سی شفقت اور رأفت نہیں تھی۔تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ قبیلہ اوس بنو قریظہ کا قدیم حلیف تھا اور اس زمانہ میں اس قبیلہ کے رئیس سعد بن معاذ تھے جو غزوہ خندق میں زخمی ہوکر اب مسجد کے صحن میں زیر علاج تھے۔اس قدیم جتھہ داری کا خیال کرتے ہوئے بنو قریظہ نے کہا کہ ہم سعد بن معاذ کو اپنا حَکَم مانتے ہیں۔جو فیصلہ بھی وہ ہمارے متعلق کریں وہ ہمیں منظور ہوگا۔‘‘

لیکن یہود میں بعض ایسے لوگ بھی تھے جو اپنے اس قومی فیصلہ کو صحیح نہیں سمجھتے تھے اور اپنے آپ کو مجرم یقین کرتے تھے اور دل میں اسلام کی صداقت کے قائل ہوچکے تھے۔ایسے لوگوں میں سے بعض آدمی جن کی تعداد تاریخی روایات میں تین بیان ہوئی ہے بطیب خاطر اسلام قبول کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حلقہ بگوشوں میں داخل ہو گئے۔ایک اور شخص تھا وہ مسلمان تو نہیں ہوا مگر وہ اپنی قوم کی غداری پر اس قدر شرمندہ تھا کہ جب بنو قریظہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جنگ کرنے کی ٹھانی تو وہ یہ کہتا ہوا کہ ’’میری قوم نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سخت غداری کی ہے میں اس غداری میں شامل نہیں ہوسکتا۔‘‘ مدینہ چھوڑ کر کہیں باہر چلا گیا تھا۔مگر باقی قوم آخر تک اپنی ضد پر قائم رہی اور سعد کو اپنا ثالث بنانے پر اصرار کیا۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اسے منظور فرمایا اور اس کے بعد آپ نے چند انصاری صحابیوں کو سعد کے لانے کے لئے روانہ فرمایا۔سعد سوار ہوکر آئے اور راستہ میں قبیلہ اوس کے بعض لوگوں نے ان سے اصرار کے ساتھ اور بار بار یہ درخواست کی کہ قریظہ ہمارے حلیف ہیں جس طرح خزرج نے اپنے حلیف قبیلہ بنو قینقاع کے ساتھ نرمی کی تھی تم بھی قریظہ سے رعایت کا معاملہ کرنا اور انہیں سخت سزا نہ دینا۔سعد بن معاذ پہلے تو خاموشی کے ساتھ ان کی باتیں سنتے رہے، لیکن جب ان کی طرف سے زیادہ اصرار ہونے لگا تو سعد نے کہا کہ ’’یہ وہ وقت ہے کہ سعد اس وقت حق وانصاف کے معاملہ میں کسی ملامت گر کی ملامت کی پروا نہیں کرسکتا۔‘‘ یہ جواب سن کر لوگ خاموش ہو گئے۔

جب سعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب پہنچے تو آپ نے صحابہ سے فرمایا قُوْمُوْا اِلٰی سَیِّدِکُمْ یعنی ’’اپنے رئیس کے لئے اٹھو اور سواری سے نیچے اترنے میں انہیں مدد دو۔‘‘ جب سعد سواری سے اتر کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف آگے بڑھے تو آپ نے ان سے مخاطب ہوکر فرمایا ’’سعد! بنو قریظہ نے تمہیں حکم مانا ہے اور ان کے متعلق جو تم فیصلہ کرو انہیں منظور ہوگا۔‘‘ اس پر سعد نے اپنے قبیلے اوس کے لوگوں کی طرف نظر اٹھا کر کہا عَلَیْکُمْ بِذٰلِکَ عَھْدُ اللّٰہِ وَمِیْثَاقُہٗ اِنَّ الْحُکْمَ فِیْھِمْ بِمَا حَکَمْتُ۔ ’’کیا تم خدا کو حاضر ناظر جان کر یہ پختہ عہد کرتے ہو کہ تم بہرحال اس فیصلہ پر عمل کرنے کے پابند ہو گے جو میں بنو قریظہ کے متعلق کروں؟‘‘ لوگوں نے کہا ہاں ہم وعدہ کرتے ہیں۔پھر سعد نے اس جہت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف رکھتے تھے کہا وَعَلٰی مَنْ ھٰھُنَا۔یعنی ’’وہ صاحب جو یہاں تشریف رکھتے ہیں کیا وہ بھی ایسا ہی وعدہ کرتے ہیں کہ وہ بہرحال میرے فیصلہ کے مطابق عمل کرنے کے پابند ہوں گے۔‘‘ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہاں میں وعدہ کرتا ہوں۔

(سیرت خاتم النّبیین، صفحہ 597 تا 600، مطبوعہ قادیان 2006)

......☆......☆......☆......

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حدیث قدسی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے آدم کے بیٹے! تُو اپنا خزانہ میرے پاس جمع کر کے مطمئن ہو جا۔ نہ آگ لگنے کا خطرہ، نہ پانی میں ڈوبنے کا اندیشہ اور نہ کسی چور کی چوری کا ڈر۔میرے پاس رکھا ہوا خزانہ مَیں پورا اُس دن تجھے دوں گا جب تُو سب سے زیادہ اس کا محتاج ہوگا۔(کنز العمال، جلد 6، حدیث 16021)

طالبِ دُعا : خورشید احمد گنائی صاحب واہل خانہ (امیر جماعت احمدیہ رشی نگر، صوبہ جموں کشمیر)

سیرت المہدی

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم.اے. رضی اللہ عنہ)

{1522} **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ محترمہ مائی جانو صاحبہ زوجہ صوبا ارائیں ننگل نے بواسطہ مکرمہ محترمہ مراد خاتون صاحبہ والدہ خلیفہ صلاح الدین صاحب بذریعہ تحریر بیان کیا کہ جب میں نے بیعت کی تھی اس وقت بٹالہ والے منشی عبدالعزیز صاحب قادیان آئے ہوئے تھے۔ ہم چار پانچ عورتیں، میری ساس، راجن اور میری نند تھیں۔ جب ہم حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو حضورؑ نے دریافت کیا کہ ’’تم کیوں آئی ہو؟‘‘ میری ساس راجن نے کہا کہ ہم منشی صاحب کو جو میرا بھتیجا ہے ملنے آئی ہیں۔ حضورؑ نے فرمایا کہ ’’نہیں جس بات کے واسطے تم آئی ہو وہ کیوں نہیں بتاتیں؟‘‘ گویا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم ہو گیا تھا کہ ہم بیعت کرنے آئی ہیں۔ پس ہم سب نے بیعت کر لی۔ بیعت لینے سے پہلے فرمایا تھا کہ ’’مائی راجن! یہ کام بہت مشکل ہے تم سوچ لو۔ کہیں گھبرا نہ جاؤ۔‘‘ چونکہ ابھی ہمارے مردوں نے بیعت نہیں کی تھی اسلئے حضورؑ نے فرمایا تھا کہ ’’ایسا نہ ہو کہ تم مستقل مزاج نہ رہ سکو اور بیعت سے پھر جاؤ۔‘‘ ہم نے کہا کہ حضور! خواہ کچھ ہو ہم نہیں گھبرائیں گی اور بیعت پر قائم رہیں گی۔ تو حضور علیہ السلام نے دعا فرمائی۔

{1523} **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ محترمہ مائی جانو صاحبہ زوجہ صوبا ارائیں ننگل نے بواسطہ مکرمہ محترمہ مراد خاتون صاحبہ والدہ خلیفہ صلاح الدین صاحب بذریعہ تحریر بیان کیا کہ منشی عبدالعزیز صاحب بٹالہ والے جن کی بیوی کا نام برکت ہے، جواب شاید پھر گئے ہیں۔ اس زمانہ میں قادیان گول کمرہ میں ہوتے تھے۔ وہ میری ساس راجن کے بھتیجے تھے۔ منشی صاحب کی پھوپھی جس کا نام ’’نانکی‘‘ تھا وہ ہمارے ننگل میں رہتی تھی جو کہ احمدیت کی سخت مخالف تھی۔ کہتی تھی کہ ’’مرزا صاحب کی بیعت کرنے سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔‘‘ اور مردوں میں بھی مخالفت عام تھی اس لئے ہم نے بیعت تو کر لی تھی مگر ہم کسی سے اس کا ذکر ڈر کی وجہ سے نہیں کر سکتے تھے۔ ہم نے کوشش کی کہ ’’نانکی‘‘ اگر بیعت کر لے تو اچھا ہو گا۔ ہم نے اسے سمجھانا شروع کیا کہ ’’تو پہلے کہا کرتی تھی کہ جب مہدی آوے گا تو میں اس کو مان لوں گی مگر تم نہیں مانو گی۔ اب یہ جو مہدی آ گیا ہے تو اس کو کیوں نہیں مانتی؟‘‘ مگر وہ مخالفت کرتی رہتی اور کہتی تھی کہ ’’یہ مہدی نہیں ہے۔‘‘ ایک دن وہ قادیان میں منشی صاحب کے پاس آئی تو اس کو سمجھایا کہ ’’اس طرح نکاح نہیں ٹوٹتے تو آہستہ آہستہ اس کو سمجھ آ گئی اور اس نے بیعت کر لی۔ ہمارے گھر میں خدا کے فضل سے مخالفت کا جوش کم ہو گیا اور ان کو معلوم ہو گیا کہ ہم نے عرصہ کی بیعت کی ہوئی ہے۔ جب مخالفت کا جوش کچھ کم ہوا تھا تو میرے خسر مسمی ’’کوڈا‘‘ نے کہا تھا کہ ’’نکاح تو نہیں ٹوٹتے مگر مجھے تو یہ فکر ہے کہ ہم میں سے جو بیعت کرے گا وہ اس طرح الگ ہو جائے گا کہ برادری میں اپنی لڑکیاں نہیں دے گا۔‘‘

جب ہمارے مرد بھی چند ایک احمدی ہو گئے تھے تو ہم نے حضورؑ کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ ’’حضورؑ ہم گھبرائے تو نہیں تھے مگر یہ قصور ہم سے ضرور ہوا ہے کہ ہم نے ایک عرصہ تک یہ ظاہر نہیں کیا تھا کہ ہم نے حضور کی بیعت کر لی ہے۔‘‘ حضورؑ نے ہمیں تسلی دی اور فرمایا کہ ’’یہ قصور نہیں ہے یہ مصلحتاً ایسا کیا گیا ہے جس کا نتیجہ بہت اچھا ہوا ہے۔‘‘

{1524} **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ محترمہ رسول بی بی صاحبہ اہلیہ حافظ حامد علی صاحبؓ وخوشدامن مولوی عبد الرحمن صاحب فاضل جٹ نے بواسطہ مکرمہ محترمہ مراد خاتون صاحبہ والدہ خلیفہ صلاح الدین صاحب بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک عورت سونے کا زیور پہن کر آئی تو جس پلنگ پر حضرت اُم المومنین اور حضورؑ بیٹھے تھے آ کر بیٹھ گئی۔ ہم لڑکیاں دیکھ کر ہنسنے لگیں۔ ہم نے کہا کہ اگر ہمیں بھی سونے کی بالیاں اور کڑے وغیرہ ملتے تو ہم بھی حضورؑ کے پلنگ پر بیٹھتیں۔ حضرت اُم المومنین نے حضور کو بتا دیا کہ یہ لڑکیاں ایسا کہہ رہی ہیں۔ حضورؑ ہنس پڑے اور فرمایا کہ ’’آ جاؤ لڑکیو! تم بھی بیٹھ جاؤ‘‘۔

{1525} **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ محترمہ حسّو صاحبہ اہلیہ فجا معمار خادم قدیم نے بواسطہ مکرمہ محترمہ مراد خاتون صاحبہ والدہ خلیفہ صلاح الدین صاحب بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ’’مجھے نیند بہت آیا کرتی تھی۔ حضور علیہ السلام نے صفیہ بنت قدرت اللہ خان صاحبؓ سے فرمایا تھا کہ حسّو کو صبح جگا دیا کرو۔ ایک دن زینب مجھے جگا رہی تھی اور حضورؑ دیکھتے تھے۔ اس نے پہلے میرا لحاف اتارا پھر میرے منہ پر تھپڑ مارا۔ حضورؑ نے فرمایا کہ ’’ایسے نہیں جگاتے۔ بچے کو تکلیف ہوتی ہے۔ تم اسے نہ جگایا کرو میں خود جگا دیا کروں گا۔‘‘ اس دن سے جب حضورؑ صبح اٹھ کر رفع حاجت کو جاتے تو پانی کا ذرا سا چھینٹا میرے منہ پر مار دیتے۔ میں فوراً اُٹھ کھڑی ہوتی۔ حضور علیہ السلام مجھے نماز کے واسطے اٹھایا کرتے تھے۔‘‘

{1526} **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ محترمہ خیرالنساء صاحبہ والدہ سید بشیر شاہ صاحب بنت ڈاکٹر سید عبد الستار شاہ صاحب نے بواسطہ مکرمہ محترمہ مراد خاتون صاحبہ والدہ خلیفہ صلاح الدین صاحب بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ’’ایک دفعہ حضور علیہ السلام نماز پڑھانے کے واسطے تشریف لے جا رہے تھے تو خاکسارہ سے فرمایا کہ میری ٹوپی اندر سے لے آؤ۔ میں دو دفعہ گئی لیکن پھر واپس آ گئی۔ تیسری دفعہ گئی تو میاں شریف احمد صاحب نے کہا کہ ’’تمہیں ٹوپی نہیں ملتی آؤ۔ میں تمہیں بتا دوں۔‘‘ یہ کہہ کر میاں صاحب نے ’’تاکی‘‘ میں سے ٹوپی اٹھا لی۔ میں نے کہا ’’یہ تو میں نے دیکھ کر رکھ چھوڑی تھی۔‘‘ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ ’’آپ سمجھتی ہوں گی کہ کوئی بڑی اعلیٰ ٹوپی ہو گی۔ ہم ایسی ہی ٹوپیاں پہنا کرتے ہیں۔‘‘

{1527} **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ محترمہ حسن بی بی صاحبہ اہلیہ ملک غلام حسین صاحب رہتاسی نے بواسطہ مکرمہ محترمہ مراد خاتون صاحبہ والدہ خلیفہ صلاح الدین صاحب بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ’’میرا چوتھا لڑکا کوئی چار پانچ سال کا تھا کہ اس کو سانپ نے کاٹ لیا تھا۔ اس نے سانپ کو دیکھا نہ تھا اور یہ سمجھا تھا کہ اس کو کانٹا لگا ہے۔ میں نے بھی سوئی سے جگہ پھول کر دیکھی۔ کچھ معلوم نہ ہوا لیکن جب بچہ کو چھالا ہو گیا اور سوج پڑ گئی تو معلوم ہوا کہ وہ کانٹا نہیں تھا بلکہ سانپ نے کاٹا تھا جس کا زہر چڑھ گیا ہے۔ بچہ چھٹے دن فوت ہو گیا تھا۔ جب حضور علیہ السلام کو علم ہوا تو حضور نے افسوس کیا اور فرمایا کہ ’’مجھے کیوں پہلے نہیں بتایا؟ میرے پاس تو سانپ کے کاٹے کا علاج تھا۔‘‘ مجھے بچے کے فوت ہونے کا بہت غم ہوا تھا اور میں نے رو رو کر اور پیٹ پیٹ کر اپنا بُرا حال کر لیا تھا۔ جب حضورؑ کو حضرت ام المومنین نے یہ بات بتائی تو حضورؑ نے مجھے طلب فرما کر نصیحت کی اور بڑی شفقت سے فرمایا کہ ’’دیکھو حسن بی بی! یہ تو خدا کی امانت تھی اللہ تعالیٰ نے لے لی۔ تم کیوں پریشان ہوتی ہو؟‘‘ اور فرمایا کہ ’’ایک بڑی نیک عورت تھی اس کا خاوند باہر گیا ہوا تھا جس دن اس نے واپس آنا تھا۔ اتفاقاً اس دن اس کا جوان بچہ جو ایک ہی تھا فوت ہو گیا تھا۔ اس عورت نے اپنے لڑکے کو غسل اور کفن دے کر ایک کمرے میں رکھ دیا اور خود خاوند کے آنے کی تیاری کی۔ کھانے پکائے، کپڑے بدلے، زیور پہنا اور جب خاوند آیا تو اس کی خاطر داری میں مشغول ہو گئی۔ جب وہ کھانا کھا چکا تو اس نے کہا کہ ’’میں آپ سے ایک بات دریافت کرتی ہوں اور وہ یہ ہے کہ اگر کسی کی امانت کسی کے پاس ہو اور وہ اس کو واپس مانگے تو کیا کرنا چاہئے؟ اس نے کہا کہ فوراً امانت کو شکریہ کے ساتھ واپس کر دینا چاہئے۔‘‘ تو اس نیک بی بی نے کہا کہ اس امانت میں آپ کا بھی حصہ ہے پس وہ اپنے خاوند کو اس کمرے میں لے گئی جہاں بچہ کی نعش پڑی تھی اور کہا کہ ’’اب اس کو آپ بھی خدا کے سپرد کر دیں یہ اس کی امانت تھی جو اس کو دے دی گئی ہے؟‘‘ یہ سن کر میرا دل ٹھنڈا ہو گیا اور میں نے اُسی وقت جزع فزع چھوڑ دی اور مجھے اطمینان کلی حاصل ہو گیا۔ اسکے بعد میں نے اپنے خاوند سے کہا کہ ’’مجھے اپنے وطن جہلم لے چلو۔‘‘ اس نے حضورؑ سے اجازت طلب کی۔ حضورؑ نے فرمایا کہ ’’تمہاری بیوی کو نیا نیا صدمہ پہنچا ہے۔ یہ وہاں جا کر پھر غم کرے گی اس لئے میں ابھی اجازت نہیں دیتا۔ پھر عرصہ تین سال کے بعد جب اجازت ملی تو میں اپنے وطن گئی۔‘‘

(سیرۃ المہدی، جلد 2، حصہ پنجم، مطبوعہ قادیان 2008)

۞۞۞۞

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

غفلت اور سُستی کا بہترین علاج استغفار ہے۔ سابقہ غفلتوں اور سُستیوں کی وجہ سے کوئی ابتلاء بھی آ جاوے تو راتوں کو اٹھ اٹھ کر سجدے اور دعائیں کرے اور خدا تعالیٰ کے حضور ایک سچی اور پاک تبدیلی کا وعدہ کرے۔ (ملفوظات، جلد اول، صفحہ 273، مطبوعہ قادیان 2018)

طالب دُعا: افراد خاندان محترم ڈاکٹر خورشید احمد صاحب مرحوم جماعت احمدیہ ارول (بہار)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

تلاوت کا حق یہ ہے کہ جب قرآن کریم پڑھیں تو جو اوامر و نواہی ہیں ان پر غور کریں۔ جنکے کرنے کا حکم ہے ان کو کیا جائے، جن سے رُکنے کا حکم ہے ان سے رُکا جائے۔ (خطبہ جمعہ 7 مارچ 2008ء)

طالب دعا: مصدق احمد، نائب امیر جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

جیسے اللہ تعالیٰ ہماری خطاؤں پر معاً نظر نہیں کرتا اور اپنی ستاری کے طفیل رسوا نہیں کرتا تو ہم کو بھی چاہیے کہ ہر ایسی بات پر جو کسی دوسرے کی رسوائی یا ذلّت پر مبنی ہو فی الفور منہ نہ کھولیں۔ (ملفوظات، جلد اول، صفحہ 273 تا 274، مطبوعہ قادیان 2018)

Courtesy:Alladin Builders e-mail: khalid@alladinbuilders.com

خلیفہ وقت کا کام ہے روحانی تربیت کرنا

جو پولیٹیکل سسٹم ہے یا گورنمنٹل سسٹم ہے یہ تو اپنا ایک علیحدہ نظام چلتا جائیگا اور خلیفہ وقت سب کو روحانی طور پر گائیڈ کرنیوالا ہوگا*

ٹیٹو بنوانا مسلمانوں کے لیے جائز نہیں ہے، جو یہ کام پہلے سے ہی کر چکے ہیں اور بعد میں اسلام قبول کرتے ہیں، ہم انہیں کچھ نہیں کہہ سکتے، انہیں ہمارے نظام میں مکمل طور پر شامل کیا جائے گا*

بعض ٹیٹو ایسے ہیں جو مستقل طور پر لگے رہتے ہیں اور بعض ایسے ہیں جو عارضی طور پر لگے رہتے ہیں دونوں قسم کے ٹیٹو اسلام میں جائز نہیں ہیں آپ کو اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ تخلیق کو تبدیل کرنے کی کوشش نہیں کرنی چاہیے*

بچپن سے ہی آپ کو اپنے بچوں کی تربیت کرنا ہوگی، انہیں بتائیں کہ مذہب کیا ہے، انہیں بتائیں کہ وہ احمدی مسلمان کیوں ہیں اگر انہیں مذہب کے ساتھ لگاؤ ہوگا، آپ ان میں مذہب کی اہمیت کو اُجاگر کریں گے، تو وہ مذہب کے بارے میں زیادہ سیکھنا چاہیں گے اور جب وہ باوجود جنریشن گیپ ہونے کے، مذہب کے متعلق سیکھیں گے، تو اس پر عمل کرنے کی کوشش بھی کریں گے*

باقاعدگی سے پنجوقتہ نماز ادا کرو، اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اس مقام کے مطابق بنائے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اپنی جماعت سے توقعات ہیں، قرآن کریم کی تلاوت کریں، اس کے معانی جانیں، اوامر اور نواہی سے باخبر ہوں اور ان پر عمل کریں، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیمات کے حوالے سے جو بھی لٹریچر میسر ہو اس کو پڑھنے کی کوشش کریں، تو اس طرح سے آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی توقعات پر پورا اتر سکتے ہو اور ایک اچھے احمدی بن سکتے ہو*

اگر آپ اپنی نسل کو بچانا چاہتے ہو اور اپنی نسلوں کو جماعت کے ساتھ وابستہ رکھنا چاہتے ہو اور ان کو اسلام کی حقیقی تعلیم سے جوڑے رکھنا چاہتے ہو تو پہلی چیز یہ ہے کہ آپ خود اپنی دینی تعلیم کو بڑھانے کی کوشش کرو۔ آپ کو خود اس بات کا علم ہو کہ مذہب کیا ہے۔ اور پھر آپ کو یہ بھی پتا ہونا چاہیے کہ آپ کی ترجیحات کیا ہونی چاہئیں۔ اگر آپ کی خواہشات اور ترجیحات صرف دنیا کے لیے ہیں تو پھر نتیجہ یہی ہوگا جو بعض لڑکے کر رہے ہیں کہ وہ غیر از جماعت کے ساتھ شادی کر رہے ہیں*

اگر آپ کی بیوی دیندار نہیں یا اسکا کوئی اور دین ہے یا اسکے مذہب کے بارے میں مختلف تصورات ہیں یا اسکا کوئی روحانی معیار نہیں تو آپ کی نسل بھی خراب ہو جائیگی، نہ صرف جماعت سے باہر شادی کرتے وقت بلکہ جماعت میں رہتے ہوئے بھی آپ کو ایسی لڑکیوں کا انتخاب کرنا چاہیے جو اچھی فطرت رکھتی ہوں، نیک ہوں اور دیندار ہوں، سو اس طرح ہم اپنی آئندہ نسل کی حفاظت کر سکتے ہیں*

صرف یہ کہ میرے فلاں دوست کے پاس نئی کار ہے تو میں قرض لے کے نئی کار خرید لوں، یہ چیز بالکل غلط ہے یا یہ کہ اس کے گھر میں فرنیچر آیا ہے، نیا صوفہ سیٹ لے کے آیا ہے، نئے بیڈ لے کے آیا ہے، نئی ڈائننگ ٹیبل لے کے آیا ہے اور لوگ اس کی بڑی تعریفیں کر رہے ہیں تو میں بھی لوں۔ بیوی کہتی ہے تم کیوں نہیں لے سکتے تم بھی تو آخر بینک سے قرض لے کے لے سکتے ہو تو یہ چیزیں جو ہیں یہ غلط ہیں اور پھر انسان اسی طرح قرضہ میں ڈوبتا ہوا دنیا سے چلا جاتا ہے*

اگر اپنا گھر نہیں ہے کرائے پہ لیا ہوا ہے، کرایہ دے رہا ہے اس گھر کا، اور بینک سے loan لے کے وہ گھر خریدتا ہے اور کیونکہ وہ payment نہیں کر رہا ہوتا اس لیے بینک والے کہتے ہیں اچھا اس مکان کی اگر اتنے عرصہ میں تم payment کرو گے یہ قیمت ہوگی تو وہ جو اپنے کرائے کی رقم ہے وہ اس کو mortgage کے طور پہ ادا کر دیتا ہے تو یہ ایک جائز ضرورت ہے*

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کیساتھ خدام الاحمدیہ Brisbane آسٹریلیا کی آن لائن ملاقات اور حضور انور کی زرّیں نصائح

امام جماعت احمدیہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 19/جون 2022ء کو خدام الاحمدیہ Brisbane، آسٹریلیا سے آن لائن ملاقات فرمائی۔

حضورِ انور نے اس ملاقات کو اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں قائم ایم ٹی اے سٹوڈیوز سے رونق بخشی جبکہ خدام الاحمدیہ نے مسجد مبارک Brisbane سے آن لائن شرکت کی۔

اس ملاقات کا آغاز حسب روایت تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ اس کے بعد خدام کو حضور انور سے سوالات پوچھنے کا موقع ملا۔

ایک خادم نے پوچھا کہ حضور جماعت کے کام اور دفتر کی مصروفیت کے ساتھ اپنے گھر والوں کے لیے کیسے وقت نکالتے ہیں؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ جب میں کھانے پر بیٹھتا ہوں اس وقت میرے ساتھ گھر والے آجاتے ہیں اور وہیں باتیں ہو جاتی ہیں۔ گھریلو باتیں بھی ہو جاتی ہیں دوسری باتیں بھی ہو جاتی ہیں، کوئی تربیت کی باتیں بھی ہو جاتی ہیں، کوئی علمی باتیں بھی ہو جاتی ہیں اور وہی سب سے بہترین وقت ہوتا ہے۔

ایک خادم نے عرض کیا کہ اگر مستقبل میں جماعت کی کسی ملک میں اکثریت ہو جائے اور وہاں جماعت کی حکومت قائم ہو جائے تو کیا خلیفہ وقت اس ملک کی حکمرانی کریں گے؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ خلیفہ وقت تو روحانی پیشوا ہے۔ وہ کہیں بھی ملک کی حکمرانی نہیں کرے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے:

مجھ کو کیا ملکوں سے میرا ملک ہے سب سے جدا
مجھ کو کیا تاجوں سے میرا تاج ہے رضوانِ یار

خلیفہ وقت کا کام ہے روحانی تربیت کرنا۔ ایک ملک میں ہو جائے گی تو دوسرے ملک میں بھی ہو جائے گی۔ دوسرا ملک کہے گا آپ سے تو میں اختلاف کر ہی نہیں سکتا۔ خلیفہ وقت سے بیعت کی ہوئی ہے پھر تیسرا ملک ہو جائے گا چوتھا ملک ہو جائے گا۔ تو یہ جو پولیٹیکل سسٹم ہے یا گورنمنٹل سسٹم ہے یہ تو اپنا ایک علیحدہ نظام چلتا جائے گا اور خلیفہ وقت سب کو روحانی طور پر گائیڈ (guide) کرنے والا ہوگا۔ اس کو حکومتوں سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اسی لیے قرآن کریم نے بھی اس طرح کی ایک بات کہہ دی کہ اگر دو مختلف گروپ مسلمانوں کے یا حکومتیں لڑ پڑیں تو ان میں صلح کراؤ، مل کے صلح کرائیں اور ان کی جنگ کو روکیں اور اگر وہ نہ رکیں تو سختی کریں اور جب وہ باز آجائیں پھر ظلم نہ کرو، انصاف سے کام کرو اور ان کو establish ہونے دو۔ اور یہاں مسلمان حکومتوں کا ذکر ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ حکومتیں قائم رہیں گی۔ اُس زمانے میں جب قرآن شریف نازل ہوا تو ایک حکومت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی۔ اس کے بعد خلفائے راشدین کے زمانے میں ایک تھی۔ پھر جو بعد میں مسلمانوں میں

ملوکیت کا زمانہ بھی آیا تب بھی بڑی حکومت بڑا عرصہ تک ایک رہی۔ اس کے بعد پھر چھوٹی چھوٹی حکومتیں قائم ہوگئیں۔ لیکن یہ پیشگوئی تھی کہ حکومتیں اس طرح قائم ہوجائیں گی۔ اس وقت روحانی پیشوا کے طور پر مسیح موعود علیہ السلام کے آنے کے بعد جو خاتم الخلفاء ہیں خلیفہ وقت کا کام ہوگا کہ سب کی روحانی تربیت کرے اور روحانی طور پر گائیڈ کرے۔ اور اگر کہیں آپس میں ان کے اختلافات ہوں، لڑ پڑیں، ہمسائے لڑ پڑتے ہیں آپس میں، دو بھائی بھی لڑ پڑتے ہیں، تو پھر ان میں صلح کرا دیں۔ اس لیے خلیفہ وقت کا حکومت کرنے کا کوئی کام نہیں ہے۔

ایک خادم نے عرض کیا کہ ٹیٹو (tattoo) بنوانا قدیمی آسٹریلیا کی قبائلی ثقافتوں میں اہم ہے۔ کیا یہ اسلام میں جائز ہے؟

حضور انور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس نے جیسے بھی انسان کو بنایا ہے انسان کو وہ تبدیل نہیں کرنا چاہیے۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو خوبصورت شکل، صورت، بدن، صحت وغیرہ سب عطا فرمایا ہے۔ انسان اللہ تعالیٰ کی تخلیق کو اپنے بدن پر تصاویر لگا کر کیوں تبدیل کرنا چاہتا ہے؟ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ یہ مسلمانوں کے لیے جائز نہیں ہے۔ لیکن بہرحال، وہ لوگ جو یہ کام پہلے سے ہی کر چکے ہیں اور بعد میں اسلام قبول کرتے ہیں، ہم انہیں کچھ نہیں کہہ سکتے، انہیں ہمارے نظام میں مکمل طور پر شامل کیا جائے گا۔ اس کے متعلق کچھ خدشات کا اندیشہ بھی ہے کہ ایک معین عمر کے بعد لوگوں کے ٹیٹو مسخ ہوجاتے ہیں، پھر وہ انہیں مٹانے کی کوشش کرتے ہیں لیکن اس کوشش میں کامیاب نہیں ہوتے۔ بعض ٹیٹو ایسے ہیں جو مستقل طور پر لگے رہتے ہیں اور بعض ایسے ہیں جو عارضی طور پر لگے رہتے ہیں۔ دونوں قسم کے ٹیٹو اسلام میں جائز نہیں ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی، وہ لوگ جنہوں نے ٹیٹو بنوائے ہیں اور وہ بعد میں اسلام اور احمدیت قبول کرلیں تو انہیں یہ نہیں کہا جاسکتا کہ ان ٹیٹو کی وجہ سے آپ کا اسلام قبول نہیں ہوسکتا۔ وہ جو کچھ کر چکے ہیں وہ سب ماضی میں ہو چکا ہے۔ لیکن آپ کو اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ تخلیق کو تبدیل کرنے کی کوشش نہیں کرنی چاہیے۔ آپ کو اس تخلیق کو اسی طرح قبول کرنا چاہیے جیسے اللہ تعالیٰ نے اسے پیدا کیا ہے۔

ایک نومبائع خادم نے عرض کیا کہ پیارے حضور میں نے پچھلے سال بیعت کی تھی اور میرے والدین نے میرے اس فیصلے کو سراہا ہے۔ لیکن ساتھ ہی انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ وہ خود نہیں سمجھتے کہ وہ اسلام میں داخل ہوں گے۔ میرا دل ہے کہ مستقبل میں میرا احمدی گھرانہ ہو اور حضور انور سے راہنمائی طلب کرنا چاہتا ہوں کہ میں اپنے والدین کو اپنے عقائد کے متعلق کیسے تعلیم دے سکتا ہوں تاکہ مستقبل میں نااتفاقیوں سے گریز کیا جاسکے؟

حضور انور نے فرمایا کہ دیکھیں، جب آپ ایک احمدی لڑکی سے شادی کریں گے اور آپ کے بچے ہوں گے اور جب آپ ایک ایسے ماحول یا جگہ پر رہ رہے ہوں گے جہاں آپ کے والدین بھی رہتے ہیں پھر بجائے اس کے کہ آپ چھوٹی موٹی باتوں پر ان سے بحث کریں، آپ صرف انہیں اتنا بتائیں کہ ہمارے درمیان جو بنیادی اخلاق کی باتیں ہیں، وہ بعینہ ایک ہی ہیں۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ ہمیں خدا کی عبادت کرنی چاہیے۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ ایک دوسرے سے اچھے اخلاق سے پیش آو، ہر قسم کی بری بات سے بچو۔ اور اگر آپ کے والدین احمدی نہیں ہیں تب بھی وہ اس سے اتفاق کریں گے۔ ماحول بھی آپ کے بچوں پر اثر انداز ہوگا اگر آپ ان کی تربیت کے بارے میں محتاط نہیں ہیں۔ چنانچہ آپ کو خاص خیال رکھنا ہوگا کہ ان کی ایسے ماحول میں تربیت کی جائے جہاں وہ اپنے مذہب کے بارے میں جانتے ہوں۔ چنانچہ آپ کو پہلے باعمل مسلمان بننا ہوگا، آپ کی بیوی کو بھی باعمل مسلمان بننا ہوگا، یہ بنیادی ضرورت ہے۔ اور اس طرح آپ اپنے بچوں کے سامنے اپنا نمونہ قائم کرسکیں گے۔ اور پھر انہیں پڑھائیں اور بتائیں کہ اسلام کیا ہے؟ اور ہم کیوں مسلمان ہیں؟ اور اگر وہ آپ سے پوچھیں کہ ہمارے دادا، دادی کیوں مسلمان نہیں ہیں؟ تو آپ انہیں بتا سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ''دین میں کوئی جبر نہیں ہے''۔ چنانچہ جس مذہب کو بھی انہوں نے پسند کیا انہوں نے اسے اپنا لیا، لیکن جس مذہب کو ہم عمدہ محسوس کرتے ہیں ہم نے اس مذہب کو اختیار کرلیا، اور انہیں بتائیں کہ ہم نے کیوں یہ مذہب اپنایا ہے؟ ہمیں اسلام کیوں پسند ہے؟ چنانچہ اس طرح آپ اپنے بچوں کی تربیت کرسکتے ہیں۔ اس طرح آپ اپنے والدین کو اسلامی تعلیمات کی خوبصورتی کے بارے میں بتائیں، جب انہیں اسلامی تعلیمات کی خوبیوں کا علم ہوگا تو وہ ہمیشہ اس بات کو سنیں گے جو آپ کہہ رہے ہوں گے۔ جب وہ آپ میں خاص تبدیلی دیکھیں گے اور آپ اپنی سابقہ زندگی سے مختلف ہوں گے پھر وہ جان جائیں گے کہ ہمارا بیٹا صراط مستقیم پر ہے۔ ان کے لیے دعا بھی کریں، جیسے والدین کی دعا اولاد کے حق میں قبول ہوتی ہے، اسی طرح سے بچوں کی دعائیں بھی قبول ہوتی ہیں اگر وہ اپنے والدین کے لیے دعا کرتے ہیں۔ تو اس لیے ان کے لیے دعا کیا کرو کہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں کو کھول دے، مگر اس کے لیے آپ کو سب سے پہلے اپنے نفس کا تزکیہ کرنا ہوگا، ایک باعمل مسلمان بننا پڑے گا پھر اپنے بچوں کے سامنے ایک نیک نمونہ پیش کریں، پھر ان کی تربیت کریں اور اس کے لیے آپ کو ایک مجاہدہ کرنا ہوگا۔ ورنہ آپ کے بچوں پر اس معاشرے کا اثر ہوگا اور وہ اسلام کی تعلیمات سے دور ہوجائیں گے۔

ایک خادم نے سوال پوچھا کہ ہم جنریشن گیپ کو کس طرح ختم کرسکتے ہیں جو فیملیز اور جماعتوں کے نقصان کا باعث بن رہا ہے؟

حضور انور نے فرمایا کہ بچپن سے ہی آپ کو اپنے بچوں کی تربیت کرنا ہوگی۔ انہیں بتائیں کہ مذہب کیا ہے۔ انہیں بتائیں کہ وہ احمدی مسلمان کیوں ہیں۔ تو اگر انہیں مذہب کے ساتھ لگاؤ ہوگا، آپ ان میں مذہب کی اہمیت کو اُجاگر کریں گے، تو وہ مذہب کے بارے میں زیادہ سیکھنا چاہیں گے اور جب وہ مذہب کے بارے میں، باوجود جنریشن گیپ ہونے کے، مذہب کے متعلق سیکھیں گے، تو اس پر عمل کرنے کی کوشش بھی کریں گے۔ تو ایک چیز تو یہ ہے کہ انہیں مذہب کے ساتھ جوڑنا ہوگا اور یہ صرف اور صرف تب ہوگا جب آپ ان کی تربیت کریں گے اور اپنا نیک نمونہ ان کے سامنے پیش کریں گے۔ دیکھیں، وہ تعلیم یافتہ ہیں۔ جب وہ آپ سے سوالات کرتے ہیں تو بجائے یہ کہنے کے کہ نہیں اس قسم کا سوال نہ کرو، اسلام تو کہتا ہے کہ یہ تو آپ کا فرض ہے کہ آپ ان کے معاملات میں تسلی کروائیں۔ اور اگر آپ کے پاس دینی علم نہیں ہے تو پھر مربی سے پوچھ سکتے ہو کہ میرے بچوں کا یہ سوال ہے اس کا جواب دے دیں۔ اور اگر سوال دنیاوی علم کے بارے میں ہے کہ ہم کس طرح دنیا اور دین کی مصالحت کرسکتے ہیں تو ہوسکتا ہے کچھ کتب کا مطالعہ کرنا پڑے، تو انہیں کہو کہ وہ بھی پڑھیں۔ جماعت کے لٹریچر میں بھی ایسی کتابیں موجود ہیں جو پڑھی جاسکتی ہیں۔ تو اس طرح سے تم نسلوں میں فاصلے کو کم کرسکتے ہو۔ لیکن بچوں کے ساتھ ایک بہت دوستانہ تعلق ہونا چاہیے۔ آج کل بچوں کی یہ عادت ہے اور یہ اچھی عادت ہے کہ وہ پوچھتے ہیں ''کیوں؟'' اور آپ کو اس ''کیوں'' کا جواب دینا ہے۔ آیا مذہب کے بارے میں ہو یا دنیاوی امور کے متعلق ہو۔ تو ان کا جواب دینے کے لیے اپنے علم کو بھی بڑھانا ہوگا۔ اس بات کا سارا بوجھ جماعت پر نہیں ڈال دینا، خود بھی اُٹھانا ہوگا۔

ایک خادم نے سوال پوچھا کہ مَیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی توقعات پر کس طرح پورا اتر سکتا ہوں؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ باقاعدگی سے پنجوقتہ نماز ادا کرو۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اس مقام کے مطابق بنائے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اپنی جماعت سے توقعات ہیں۔ قرآن کریم کی تلاوت کریں۔ اس کے معانی جانیں۔ اوامر اور نواہی سے باخبر ہوں اور ان پر عمل کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیمات کے حوالے سے جو بھی لٹریچر میسر ہو اس کو پڑھنے کی کوشش کریں۔ تو اس طرح سے آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی توقعات پر پورا اتر سکتے ہو اور ایک اچھے احمدی بن سکتے ہو۔

ایک اور خادم نے عرض کیا کہ کچھ خدام غیر احمدی لڑکیوں سے شادی کرلیتے ہیں جس کے نتیجے میں ان کی نسلیں بھی غیر احمدیوں سے ہی شادی کرتی ہیں۔ ہم کس طرح اس سے بچ سکتے ہیں؟

حضور انور نے فرمایا کہ اگر آپ اپنی نسل کو بچانا چاہتے ہو اور اپنی نسلوں کو جماعت کے ساتھ وابستہ رکھنا چاہتے ہو اور ان کو اسلام کی حقیقی تعلیم سے جوڑے رکھنا چاہتے ہو تو پہلی چیز یہ ہے کہ آپ خود اپنی دینی تعلیم کو بڑھانے کی کوشش کرو۔ آپ کو خود اس بات کا علم ہو کہ مذہب کیا ہے۔ اور پھر آپ کو یہ بھی پتا ہونا چاہیے کہ آپ کی ترجیحات کیا ہونی چاہئیں۔ اگر آپ کی خواہشات اور ترجیحات صرف دنیا کے لیے ہیں تو پھر نتیجہ یہی ہوگا جو بعض لڑکے کر رہے ہیں کہ وہ غیر از جماعت کے ساتھ شادی کر رہے ہیں۔ اگر آپ کی ترجیح دین ہے جس کا آپ اپنے عہد میں اقرار کرتے ہیں کہ میں دین کو دنیا پر ترجیح دوں گا تو پھر آپ کو مدنظر رکھنا چاہیے کہ آپ ایک احمدی لڑکی سے شادی کریں۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے، (گزشتہ ملاقات میں مَیں نے یہی بات کی تھی) کہ انسان کسی عورت سے اس کے حسن، اس کے مال، اس کے خاندان کی وجہ سے شادی کرتا ہے۔ لیکن انسان کو ان عورتوں سے شادی کرنے کی ترجیح دینی چاہیے جو نیک اور دین دار ہوں اور جو روحانی لحاظ سے اچھی ہوں۔ چنانچہ اگر لڑکے ایسی لڑکیوں کو ترجیح دیں تو لڑکیاں بھی نیک بننے کی کوشش کریں گی، وہ اپنے دینی علم کو بڑھانے کی کوشش کریں گی اور یوں آپ اپنی آئندہ نسل کی حفاظت کرسکتے ہیں۔ پہلی بات یہ ہے کہ جب آپ شادی کرنے جا رہے ہوں تو صرف دنیاوی خواہشات ہی آپ کی ترجیح نہ ہوں۔ مثلاً اپنے دین، اپنے ماحول، اپنی حیثیت اور اپنی آئندہ نسل کو کبھی نہ بھولیں۔ چنانچہ اسی لیے خطبہ نکاح کے موقع پر جن آیات کی ہم تلاوت کرتے ہیں ان میں سے ایک آیت میں ہے کہ آپ کو دیکھنا چاہیے کہ آپ اپنے مستقبل میں کیا آگے بھیج رہے ہیں اور مراد یہ ہے کہ آپ اپنے بچوں کی کیسے تربیت کریں گے۔ اور اگر آپ کی بیوی دیندار نہیں یا اس کا کوئی اور دین ہے یا اس کے مذہب کے بارے میں مختلف تصوّرات ہیں یا اس کا کوئی روحانی معیار نہیں تو آپ کی نسل بھی خراب ہوجائے گی نہ صرف جماعت سے باہر شادی کرتے وقت بلکہ جماعت میں رہتے ہوئے بھی۔ آپ کو ایسی لڑکیوں کا انتخاب کرنا چاہیے جو اچھی فطرت رکھتی ہوں، نیک ہوں اور دیندار ہوں۔ سو اس طرح ہم اپنی آئندہ نسل کی حفاظت کرسکتے ہیں۔

ایک اور خادم نے عرض کیا کہ آجکل لوگ قرض لے کر گھر کی اور کاروبار کی اشیاء خریدتے ہیں جیسے کہ گاڑی فرنیچر اور دیگر سامان وغیرہ۔ اسی طرح کچھ احمدی احباب بطور finance broker اس طرح کے قرض دلانے کا کاروبار کرتے ہیں تو کیا یہ دونوں طریق جائز ہیں؟

اس سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ بات یہ ہے کہ اس طرح کے قرض لے کر خریداری کرنا تو اپنے آپ کو پھنسانے والی بات ہی ہے ناں۔ پھر قرضہ میں انسان فوت ہوجاتا ہے قرضہ میں مرجاتا ہے۔ قرضہ تو اترتا کوئی نہیں۔ جب جاتا ہے تو کریڈٹ کارڈ کا ایک انبار چھوڑ کے جاتا ہے۔ اگر انسان بھوکا مر رہا ہو تو اللہ تعالیٰ نے وہاں اجازت دی کہ تم سؤر کا

گوشت بھی کھا سکتے ہو، مردار بھی کھا لیتے ہو بعض دفعہ۔ لیکن جب ایسی حالت نہیں ہے تو صرف یہ کہ میرے فلاں دوست کے پاس نئی کار ہے تو میں قرض لے کے نئی کار خرید لوں۔ یہ چیز بالکل غلط ہے یا یہ کہ اس کے گھر میں فرنیچر آیا ہے، نیا صوفہ سیٹ لے کے آیا ہے، نئے بیڈ لے کے آیا ہے، نئی ڈائننگ ٹیبل لے کے آیا ہے اور لوگ اس کی بڑی تعریفیں کر رہے ہیں تو میں بھی لوں۔ بیوی کہتی ہے تم کیوں نہیں لے سکتے تم بھی تو آخر بینک سے قرض لے کے لے سکتے ہو تو یہ چیزیں جو ہیں یہ غلط ہیں اور پھر انسان اسی طرح قرضہ میں ڈوبتا ہوا دنیا سے چلا جاتا ہے۔ اس لیے سوائے اس کے کہ کوئی جائز ضرورت ہے اس کے علاوہ اس طرح کے قرض جائز نہیں۔ ہاں اگر انسان ایک مثلاً گھر ہے اس کا اپنا نہیں ہے کرائے پہ گھر لیا ہوا ہے وہ کرایہ دے رہا ہے اس گھر کا اور بینک سے loan لے کے وہ گھر خریدتا ہے اور کیونکہ وہ payment نہیں کر رہا ہوتا اس لیے بینک والے کہتے ہیں اچھا اس مکان کی اگر اتنے عرصہ میں تم payment کرو گے یہ قیمت ہو گی تو وہ جو اپنے کرائے کی رقم ہے وہ اس کو mortgage کے طور پہ ادا کر دیتا ہے تو اس میں یہ ایک جائز ضرورت ہے۔ رہنے کی ضرورت ہے تو اس میں وہ ادا کر دے اس میں کوئی حرج نہیں۔ اسی طرح اگر کسی سستی کار سے یا سستے فرنیچر سے گزارہ ہو سکتا ہے تو پھر بلا وجہ اپنے آپ کو قرضہ میں ڈالنے کی ضرورت کیا ہے اور پھر سود پہ قرضہ لینا۔ تو ان چیزوں کے لیے سود تو ویسے ہی اس طرح حرام ہے اس کے بغیر گزارہ بھی ہو جاتا ہے۔ گھر میں یہ ہے کہ آپ کرایہ بنک کو دے رہے ہیں، قیمت لگانے کی وجہ سے۔ گو ایک لحاظ سے یہ بھی جائز ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لکھا ہے مثلاً کہ اگر کوئی شخص اتنی قیمت مقرر کرتا ہے کسی چیز کی اور کہتا ہے اگر تم اتنے مہینے کے بعد ادا کرو گے تو اس کی قیمت اتنی ہو گی وہ اس حد تک جائز ہے لیکن یہ دیکھنے والی بات ہے کہ ضرورت کیا ہے۔ اگر صرف دنیا دکھاوے کی ضرورت ہے تو ناجائز ہے اگر گھر کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے ضرورت ہے تو پھر وہ جائز بن جاتی ہے۔ اسی لیے آجکل کا جو سسٹم ہے بینکنگ کا وہ بھی اتنا upset ہو گیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ بھی زیر و زبر ہوا ہوا ہے، اس کو نئے اجتہاد کی ضرورت ہے لیکن یہاں پھر وہی بات کہ دنیاوی خواہشات اگر مقدم ہو رہی ہیں جیسے پہلے میں نے کہا تھا اپنی preference کو دیکھنا ہو گا تو پھر وہ چیز غلط بن جاتی ہے۔ اگر ضروریات ہیں اور ان کو پورا کرنے کے لیے کرنا ہے تو پھر وہ چیز جائز ہو جاتی ہے۔ (مزید وضاحت کے لیے آئندہ شمارہ الفضل انٹرنیشنل ملاحظہ فرمائیں)

ایک خادم نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کو الہاماً فرمایا تھا کہ ''چمک دکھلاؤں گا تم کو اِس نشاں کی پنج بار''۔ اس بارہ میں بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ الہام دو بار جنگ عظیم کی صورت میں پورا ہو چکا ہے تو کیا باقی تین دفعہ پورے ہونے کا مطلب بھی جنگ عظیم کا ہونا ہے یا وہ کسی اور صورت میں پورا ہو گا؟

حضور انور نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تو زلزلے کو بہت بڑا نشان قرار دیا ہے۔ پھر دو جنگ عظیم بھی ہو چکی ہیں۔ پھر طاعون ہے وہ بھی ہو چکا ہے، وہ بھی نشان تھا۔ تو ہو سکتا ہے کوئی تیسری جنگ عظیم ہو جو پانچواں نشان ہو۔ بظاہر یہ نظر آتا ہے کہ یہ جنگ کی صورت میں ہو گا ویسے تو کوئی بڑا واضح قسم کا ایسا نشان جس کی اپنی ایک طاقت ہو نظر آ رہا ہو۔ جس طرح طاعون ہوا، جنگ عظیم ہوئی یا زلزلے بعض دفعہ آئے۔ لیکن اگر زلزلے بعض علاقوں میں آئے تو ان کو بھی نہ گنو تو ہو سکتا ہے یہ pandemic کووڈ کا جو پھیلا تھا یہ بھی تو ایک نشان ہی ہو سکتا ہے۔ یا اگلی جو جنگ آنی ہے یہ بھی نشان ہو سکتا ہے۔ تو اللہ بہتر جانتا ہے لیکن بظاہر یہی لگتا ہے کہ جنگ عظیم بھی ایک نشان میں سے ہو گا۔

ملاقات کے آخر میں حضور انور نے صدر صاحب خدام الاحمدیہ کو فرمایا کہ گھنٹے سے زیادہ ہو گیا۔ اللہ حافظ، السلام علیکم۔

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل 05 جولائی 2022)

بقیہ وصایا از صفحہ نمبر 15

کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : افتخار علی خان   الامۃ : رینا خاتون   گواہ : سراج خان

مسل نمبر 11783: میں محمد کرشنا ولد مکرم شیخ عبدالرزاق صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ آٹو ڈرائیور عمر 37 سال پیدائشی احمدی ساکن ہاڈو محلہ سورو ضلع بالاسور صوبہ اڈیشہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 20 اپریل 2024 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار 10000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : محمد افتخار   العبد : محمد کرشنا   گواہ : شیخ سرور احمد

مسل نمبر 11784: میں سرفراز خان ولد مکرم بابر خان صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ پرائیویٹ ملازمت عمر 29 پیدائشی احمدی ساکن پٹھان محلہ سورو ضلع بالاسور صوبہ اڈیشہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 20 اپریل 2024 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار 10000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : سراج خان   العبد : سرفراز خان   گواہ : محمد افتخار

مسل نمبر 11785: میں Maijuddin Khan ولد مکرم مجید خان صاحب مرحوم قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت عمر 42 سال پیدائشی احمدی ساکن پٹھان محلہ سورو ضلع بالاسور صوبہ اڈیشہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 22 اپریل 2024 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ ڈیڑھ ڈسمل زمین پر ایک کچا مکان ہے۔ (کھاتہ نمبر 158، پلاٹ نمبر 78 موجا اڑنگ سورو) پلاٹ اور مکان کی موجودہ قیمت 6 لاکھ روپے ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 10000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : محمد افتخار   العبد : Maijuddin Khan   گواہ : شیخ عبدالعزیز

مسل نمبر 11786: میں شیخ شہید ولد مکرم شیخ سلیم صاحب مرحوم قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت عمر 52 سال پیدائشی احمدی ساکن کاسی پور پٹھان محلہ سورو ضلع بالاسور صوبہ اڈیشہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 22 اپریل 2024 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ والدہ محترمہ کا ترکہ 9 ڈسمل زمین جس میں کچہ مکان بنا ہوا ہے۔ ہم تین بھائی اور پانچ بہنیں شرعی حصہ دار ہیں۔ مندرجہ بالا زمین کا کھاتہ نمبر 165 موجا اڑنگ یونٹ نمبر 2 ہے اس کی موجودہ قیمت 20 لاکھ روپے ہے۔ میرا گزارہ آمد از تجارت ماہوار 12000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : محمد افتخار   العبد : شیخ شہید   گواہ : شیخ عبدالعزیز

مسل نمبر 11787: میں منیر الدین خان ولد مکرم شمس الدین خان صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ٹیلرنگ عمر 54 سال پیدائشی احمدی ساکن احمدیہ مسجد پٹھان محلہ سورو ضلع بالاسور صوبہ اڈیشہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 20 اپریل 2024 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از خورونوش ماہوار 7000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : سراج خان   العبد : منیر الدین خان   گواہ : محمد افتخار

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

ہر احمدی کو یہ بات اپنے ذہن میں اچھی طرح بٹھا لینی چاہئے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے اس انعام کا، جو خلافت کی صورت میں جاری ہے، فائدہ تب اٹھا سکیں گے جب اپنی نمازوں کی حفاظت کرنیوالے ہونگے۔

(خطبہ جمعہ 13/اپریل 2007ء)

طالب دعا: ناصر احمد ایم.بی (R.T.O) ولد مکرم بشیر احمد ایم.اے (جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک)

ارشاد باری تعالیٰ

فَاَمَّا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا بِاللّٰہِ وَاعۡتَصَمُوۡا بِہٖ فَسَیُدۡخِلُہُمۡ فِیۡ رَحۡمَۃٍ مِّنۡہُ وَفَضۡلٍ ۙ وَّیَہۡدِیۡہِمۡ اِلَیۡہِ صِرَاطًا مُّسۡتَقِیۡمًا (النساء:176)

ترجمہ : پس وہ لوگ جو اللہ پر ایمان لے آئے اور اسکو مضبوطی سے پکڑ لیا تو وہ ضرور انہیں اپنی رحمت اور اپنے فضل میں داخل کریگا اور انہیں اپنی جانب سیدھی راہ کی ہدایت دیگا۔

طالب دعا : مقصود احمد ڈار (جماعت احمدیہ شورت، صوبہ جموں کشمیر)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: جمائی بھی شیطان کیوجہ سے ہی ہوتی ہے اسلئے جب تم میں سے کوئی جمائی لے تو جہاں تک ہو سکے چاہیے کہ وہ اسکو روکے کیونکہ جب تم میں سے کوئی (جمائی لیتے وقت) ہاہا کی آواز نکالتا ہے تو شیطان ہنستا ہے۔ (بخاری کتاب بدء الخلق باب صفۃ ابلیس)

طالب دعا: مجلس انصار اللہ کلکتہ (صوبہ بنگال)

جماعت کی خوبصورتی خلافت میں ہے

یاد رکھیں کہ ہر شرط بیعت اپنے اندر بے شمار حکمتیں رکھتی ہے
یہ شرائط آپ کی زندگیوں کا مشعل راہ ہونی چاہئیں اور اگر آپ اپنے آپ کو ان کے مطابق چلائیں تو آپ دنیا میں ایک حقیقی اخلاقی انقلاب برپا کر سکتے ہیں
ایک احمدی مسلمان کو اپنے ایمان کو زندہ رکھنے کے لیے ان میں سے ہر ایک پر غور و فکر کرتے رہنا چاہیے☆

حالات کتنے ہی سخت کیوں نہ ہوں، دنیاوی چکا چوند اور جال میں نہ پھنسیں، اللہ تعالیٰ کے ساتھ وفادار رہیں
اگر آپ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتے ہیں تو فی الواقع آپ کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے تعلق ہے اور آپ یقیناً اپنی تمام مرادیں پائیں گے☆

یاد رکھیں خلافت احمدیہ کا کام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مشن کو آگے بڑھانا ہے، لہٰذا ہر احمدی کیلئے ضروری ہے کہ وہ عہد بیعت کو پورا کرے جو ہم خلیفہ وقت کے ہاتھ پر کرتے ہیں، جماعت کی خوبصورتی خلافت میں ہے، اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ ہمارا رشتہ اس وجہ سے ہے کہ آپؑ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سچے اور مخلص وفادار ہیں، ہمیں اس تعلق کو خلافت کے ساتھ بھی جوڑنا ہے☆

جماعت احمدیہ لائبیریا کے 20ویں جلسہ سالانہ منعقدہ 16,17 اور 18 فروری 2024 کے موقع پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا بصیرت افروز خصوصی پیغام

مجھے یہ جان کر بہت خوشی ہوئی ہے کہ اللہ کے فضل سے آپ اپنا بیسواں جلسہ سالانہ مورخہ 16,17 اور 18 فروری 2024ء کو منعقد کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے جلسہ کو اعلیٰ کامیابی عطا فرمائے اور تمام شاملین جلسہ کو بے شمار نعمتیں حاصل ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں داخل ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہم پر جو خاص انعامات ہوئے ہیں ان میں سے ایک جلسہ سالانہ کا قیام ہے۔ یہ ایک منفرد اجتماع ہے جو ہمیں اپنے دلوں کو صاف کرنے، اپنے روحانی و اخلاقی معیار کو بہتر کرنے اور اپنے مذہب اسلام کے بارے میں علم میں اضافہ کرنے کا موقع دیتا ہے۔ اس سے ہم اللہ تعالیٰ کے حقوق کے ساتھ ساتھ اس کی مخلوق کے حقوق بھی ادا کر سکتے ہیں۔

آپ کو ہمیشہ ان عظیم مقاصد کو ذہن میں رکھنا چاہیے جن کے لیے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جماعت قائم کی۔ مزید آپ کو اپنی بیعت کی ذمہ داریوں کو بھی پورا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے جن کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے درج ذیل الفاظ میں وضاحت فرمائی ہے: ’’یہ سلسلہ بیعت محض بمراد فراہمی طائفہ متقین یعنی تقویٰ شعار لوگوں کی جماعت کے جمع کرنے کے لئے ہے تا ایسے متقیوں کا ایک بھاری گروہ دنیا پر ایک نیک اثر ڈالے۔ اور ان کا اتفاق اسلام کے لیے برکت و عظمت و نتائج خیر کا موجب ہو اور وہ بہ برکت کلمہ واحدہ پر متفق ہونے کے اسلام کی پاک و مقدس خدمات میں جلد کام آسکیں......خدا تعالیٰ نے اس گروہ کو اپنا جلال ظاہر کرنے کے لئے اور اپنی قدرت دکھانے کے لئے پیدا کرنا اور پھر ترقی دینا چاہا ہے تا دنیا میں محبت الٰہی اور توبہ نصوح اور پاکیزگی اور حقیقی نیکی اور امن اور صلاحیت اور بنی نوع کی ہمدردی کو پھیلا دے۔‘‘

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۱۹۶-۱۹۸، ایڈیشن ۱۹۸۹ء)

یاد رکھیں کہ ہر شرط بیعت اپنے اندر بے شمار حکمتیں رکھتی ہے۔ یہ شرائط آپ کی زندگیوں کا مشعل راہ ہونی چاہئیں اور اگر آپ اپنے آپ کو ان کے مطابق چلائیں تو آپ دنیا میں ایک حقیقی اخلاقی انقلاب برپا کر سکتے ہیں۔ ایک احمدی مسلمان کو اپنے ایمان کو زندہ رکھنے کے لیے ان میں سے ہر ایک پر غور و فکر کرتے رہنا چاہیے۔ خود احتسابی اور مستقل طور پر اپنے روزمرہ کے اعمال کا جائزہ لینے سے ہم اپنے عہد بیعت کی ذمہ داریوں کو ادا کر سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر شرائط بیعت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پانچویں شرط یہ بیان کی ہے: ’’یہ کہ ہر حال رنج اور راحت اور عُسر اور یُسر اور نعمت اور بلا میں خدا تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کرے گا اور بہر حالت راضی بقضاء ہوگا اور ہر ایک ذِلّت اور دکھ کے قبول کرنے کے لئے اس کی راہ میں تیار رہے گا اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اس سے منہ نہیں پھیرے گا بلکہ آگے قدم بڑھائے گا۔‘‘

اس کا مطلب یہ ہے کہ حالات کتنے ہی سخت کیوں نہ ہوں، دنیاوی چکا چوند اور جال میں نہ پھنسیں۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ وفادار رہیں۔ اگر آپ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتے ہیں تو فی الواقع آپ کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے تعلق ہے اور آپ یقیناً اپنی تمام مرادیں پائیں گے۔ اس ضمن میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک خوبصورت نصیحت درج ذیل ہے: ’’اللہ کو اپنے ذہن میں رکھو تو اللہ کو اپنے سامنے پاؤ گے۔ اللہ کو اپنے آسانی کے وقت میں یاد رکھو وہ تمہیں مشکل کے وقت میں یاد رکھے گا۔ یاد رکھو کہ جو تم سے کھویا گیا وہ تمہارے لیے نہیں تھا۔ اور جو تمہارے لیے ہے وہ ہر حال میں تم تک پہنچ کر رہے گا۔ یاد رکھو کہ اللہ کی مدد ثابت قدمی کے نتیجہ میں آتی ہے۔ اور آسانی اور مشکل کے اوقات ملے جلے ہوتے ہیں۔ اور ہر مشکل کے بعد آسانی کا وقت ضرور آتا ہے۔‘‘ (ریاض الصالحین للامام النووی، باب المراقبہ، حدیث نمبر ۶۲)

پس یاد رکھیں خلافت احمدیہ کا کام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مشن کو آگے بڑھانا ہے۔ لہٰذا ہر احمدی کے لیے ضروری ہے کہ وہ عہد بیعت کو پورا کرے جو ہم خلیفہ وقت کے ہاتھ پر کرتے ہیں۔ جماعت کی خوبصورتی خلافت میں ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ ہمارا رشتہ اس وجہ سے ہے کہ آپؑ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے اور مخلص وفادار ہیں۔ ہمیں اس تعلق کو خلافت کے ساتھ بھی جوڑنا ہے۔

آخر میں میری دعا ہے کہ اللہ آپ کو جلسہ کی کارروائی سے بھرپور فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے اور آپ کے ایمان کو مضبوط کرے۔ آپ ہمیشہ خلافت احمدیہ کے وفادار رہیں اور اللہ تعالیٰ آپ کو نیکی، تقویٰ اور طہارت میں بڑھنے، اسلام احمدیت اور انسانیت کی خدمت کے لیے اپنی زندگیوں میں حقیقی تبدیلی پیدا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب پر فضل فرمائے۔

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل 13 اپریل 2024)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

وہ خدا میرا جو ہے جوہر شناس ☆ اِک جہاں کو لا رہا ہے میرے پاس
لعنتی ہوتا ہے مردِ مفتری ☆ لعنتی کو کب ملے یہ سروَری

طالب دعا: آٹو ٹریڈرز (16 مینگو لین کلکتہ 70001) دکان: 2248-5222 رہائش: 2237-8468

بقیہ تفسیر کبیر از صفحہ نمبر 1

بقیہ تفسیر کبیر از صفحہ نمبر 1

پھر یہ پتہ لگائے کہ ان چیزوں کا اس سے کیا تعلق ہے اور یہ اُسے نفع یا نقصان پہنچا سکتی ہیں یا نہیں؟ اور اس سے خوش ہو سکتی ہیں یا نہیں! ہم دیکھتے ہیں کہ جنہوں نے اس آواز سے فائدہ نہیں اُٹھایا وہ اب تک انہیں چکروں میں پڑے ہوئے ہیں۔ چنانچہ تمام بُت پرست قومیں انہی الجھنوں میں مبتلا ہیں۔ کوئی کہتی ہے کہ چاند اور سورج پر ارواح چھا جاتی ہیں اور وہ ناراض یا خوش ہوتی ہیں۔ اگر کسی شخص نے کوئی ایسا کام کیا جس کا نتیجہ خراب نکل آیا تو اُس نے خیال کر لیا کہ چاند پر چھائی ہوئی ارواح کو یہ بات پسند نہیں آئی اور اگر کسی نے کوئی کام کیا اور اُس کا اچھا نتیجہ نکل آیا تو اُس نے یہ سمجھ لیا کہ سورج کی روح کے نزدیک یہ کام اچھا ہے۔ مگر آدم کیسا مطمئن تھا اور کس بشاشتِ قلب سے بیٹھا تھا کیونکہ اُسے خدا تعالیٰ نے بتا دیا تھا کہ یہ سب چیزیں خدا نے اس کیلئے مسخر کر دی ہیں اور اس کی خدمت پر لگی ہوئی ہیں۔ اسی لئے اُسے سورج اور چاند کی ناراضگی یا خوشنودی کے سامانوں کی تلاش میں پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ موحد اور خدا رسیدہ آدم ان سب پریشانیوں سے محفوظ تھا اور خدا تعالیٰ کی عبادت میں مصروف رہتا تھا۔ اگر تجسّس صرف اس حد تک ہو کہ سورج مادی چیز ہے اُس کی شعاعوں میں اللہ تعالیٰ نے کیا کیا فائدے رکھے ہیں تو یہ ایک سائنس کی تحقیقات ہوگی۔ اس میں گھبراہٹ کی کوئی وجہ نہیں لیکن اگر وہ ان چیزوں کو ہی خدا کا مرتبہ دے دیتا ہے اور سمجھتا ہے کہ ان کا تعلق اس زندگی اور موت سے ہے اور یہ اس کے اور اس کے بیوی بچوں کے آرام و راحت پر بھی اثر انداز ہوتی ہیں تو اُسے دن رات ایک خلش رہے گی کہ معلوم نہیں یہ چیزیں مجھے کیا نقصان پہنچائیں۔ اور گر نقصان پہنچا دیں تو معلوم نہیں میں اُس کا کس طرح ازالہ کروں۔ غرض مشرک کی ساری زندگی ایک ذہنی پریشانی اور گھبراہٹ کی تصویر ہوتی ہے۔ اور وہ حیران ہوتا ہے کہ میں اپنے مصائب کا کیا علاج کروں! وہ کبھی ایک بُت کے آگے جھکتا ہے اور کبھی دوسرے کے آگے۔ کبھی اس کی ناراضگی کا اُسے خوف آتا ہے اور کبھی اُس کی خفگی کا۔ کبھی ستاروں سے ڈرتا ہے اور کبھی سورج اور چاند سے لرزتا ہے اور کبھی پتھر کے بے جان بتوں سے اُس کا خون خشک ہوتا ہے۔ غرض زندگی کے کسی مرحلے میں بھی اُسے اطمینان نصیب نہیں ہوتا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ دیکھو فَاجۡتَنِبُوا الرِّجۡسَ مِنَ الۡاَوۡثَانِ اگر تم ذہنی کشمکش اور پریشانیوں سے نجات حاصل کرنا چاہتے ہو تو بُت پرستی کے شرک سے بچو اور کامل موحد بن جاؤ پھر تمھیں کوئی پریشانی نہیں ہوگی اور تمہیں دکھائی دیگا کہ ساری دُنیا تمہاری خدمت میں لگی ہوئی ہے۔

(تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 39، مطبوعہ قادیان 2010)

......☆......☆......☆......

بنو نضیر کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے قتل کی سازش
اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپؐ کو ان کی سازش کی اطلاع
غزوہ بنو نضیر کے واقعات کا ایمان افروز تذکرہ

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 14/جون 2024 بطرز سوال وجواب
بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: حُیی بن اخطب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کیلئے کیا منصوبہ بنایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حُیی بن اخطب نے کہا: اے یہود کی جماعت! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ تمہارے پاس آئے ہیں۔ ان کی تعداد دس سے بھی کم ہے۔ اس گھر کے اوپر سے بڑا پتھر گرا کر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کر دو۔ تمہیں اس سے بہتر موقع دوبارہ نہیں ملے گا۔ اگر انہیں قتل کر دیا تو ان کے ساتھی بکھر جائیں گے۔ مکہ سے آئے ہوئے ان کے ساتھی واپس مکہ چلے جائیں گے اور یہاں صرف اوس اور خزرج رہ جائیں گے جو تمہارے حلیف ہیں اس لیے تم جو کرنا چاہتے ہو ابھی کر ڈالو۔

سوال: قبیلہ بنو نضیر کے متعلق حضور انور نے کیا بیان فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: قبیلہ بنو نضیر کا تعارف یہ ہے کہ بنو نضیر مدینہ کے یہود کا ایک خاندان تھا۔ بعض مؤرخین نے لکھا ہے کہ یہ بنو نضیر خیبر کے یہود کا ایک قبیلہ تھا اور ان کی بستی کو زَہرہ کہا جاتا تھا۔

سوال: غزوۂ بنو نضیر کب پیش آیا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: غزوۂ بنو نضیر ربیع الاول چار ہجری میں پیش آیا۔ ایک قول یہ ہے کہ غزوۂ اُحد سے پہلے کا واقعہ ہے اور امام بخاری کا قول بھی یہی ہے۔ البتہ امام بخاری نے اسی جگہ یہ بھی لکھا ہے کہ ابنِ اسحاق کے نزدیک یہ جنگ اُحد اور بئر معونہ کے بعد ہوا تھا۔ البتہ علامہ ابنِ کثیر اور ان کے علاوہ اکثر مؤرخین اور سیرت نگاروں نے کہا ہے کہ غزوۂ بنو نضیر غزوہ اُحد کے بعد ہی ہوا تھا۔

سوال: غزوہ بنو نضیر ہونے کا سبب پیش آیا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: غزوہ بنو نضیر کے اسباب کے متعلق بیان ہوا ہے کہ قریش مکہ نے غزوۂ بدر سے پہلے عبداللہ بن ابی بن سلول اور اوس اور خزرج کے دیگر بت پرستوں کو لکھا۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تھے کہ تم نے ہمارے ساتھی کو پناہ دی ہے۔ مدینہ میں تمہاری تعداد سب سے زیادہ ہے۔ ہم قسم کھا کر کہتے ہیں کہ یا ان کے ساتھ قتال کرو یا انہیں اپنے شہر سے نکال دو یا پھر ہم عرب کو اکٹھا کر کے تم پر حملہ آور ہو جائیں گے۔ تمہارے جنگجوؤں کے ساتھ جنگ کریں گے۔ تمہاری عورتوں اور بچوں کو تہ تیغ کر دیں گے۔ کفارِ مکہ نے یہ خط مدینہ کے سرداروں کو لکھا۔ جب اِبنِ اُبَی اور دیگر بت پرستوں کو یہ خط ملا تو انہوں نے ایک دوسرے کی طرف پیغام بھیجا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے ساتھ جنگ کا پختہ ارادہ کر لیا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی تو آپ صحابہ کی ایک جماعت کے ساتھ انہیں ملے یعنی مدینہ کے سرداروں کو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قریش نے تمہیں سخت دھمکی آمیز خط لکھا ہے۔ یہ خط تمہیں کسی فریب میں مبتلا نہ کر دے کہ تم خود کو مکر و فریب میں مبتلا کر دو اور تم اپنے ہی بھائیوں اور بیٹوں سے لڑنے لگو۔ جب انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بات سنی تو انہیں یہ بات سمجھ آ گئی اور انہوں نے اپنے ارادے ملتوی کر دیے اور منتشر ہو گئے اور یوں قریشِ مکہ کی یہ دھمکی کارگر نہ ہوئی۔

سوال: آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جن اصحاب کے ساتھ تشریف لے گئے ان کی تعداد کتنی تھی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جن اصحاب کے ساتھ تشریف لے گئے ان کی تعداد دس سے کم تھی۔ اس روایت میں یہ لکھا ہے۔ ان میں حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ بھی تھے۔ حضرت زبیرؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت سعد بن معاذؓ، حضرت اسید بن حضیرؓ اور حضرت سعد بن عبادہؓ کے نام بھی ملتے ہیں۔

سوال: یہود نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کرنے کے متعلق کیا سازش کی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حُیَیّ بن اَخطَب نے کہا یہود سے کہا: اے یہود کی جماعت! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ تمہارے پاس آئے ہیں۔ ان کی تعداد دس سے بھی کم ہے۔ اس گھر کے اوپر سے بڑا پتھر گرا کر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کر دو۔ تمہیں اس سے بہتر موقع دوبارہ نہیں ملے گا۔ اگر انہیں قتل کر دیا تو ان کے ساتھی بکھر جائیں گے۔ مکہ سے آئے ہوئے ان کے ساتھی واپس مکہ چلے جائیں گے اور یہاں صرف اوس اور خزرج رہ جائیں گے جو تمہارے حلیف ہیں اس لیے تم جو کرنا چاہتے ہو ابھی کر ڈالو۔

سوال: جب عمرو بن جَحّاش نے کہا کہ میں اس گھر پر چڑھ کر پتھر گرا کر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو نعوذ باللہ قتل کروں گا تو بنو نضیر کے سردار سلام بن مشکم نے کیا کہا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: جب عمرو بن جَحّاش نے کہا: میں اس گھر پر چڑھ کر پتھر گرا کر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو نعوذ باللہ قتل کروں گا۔ جب یہ ساری مشاورت ہو رہی تھی اس وقت بنو نضیر کے ایک سردار سَلّام بن مِشکَم نے کہا: اے یہود کی جماعت! تم بے شک ساری زندگی میری مخالفت کر لینا لیکن آج میری بات مان لو۔ اللہ کی قسم! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو تمہارے اس ارادے کی خبر کر دی جائے گی اور یہ ہمارے اور ان کے درمیان معاہدے کی خلاف ورزی ہوگی۔ لیکن یہود نے اس کی ایک نہ سنی اور اپنے عزم پر قائم رہے۔

سوال: غزوہ بنو نضیر کے ہونے کا فوری سبب کیا تھا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: اس غزوہ کا ایک اہم اور فوری سبب یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ بئر معونہ سے واپسی پر جب حضرت عَمرو بن اُمیّہ ضَمرِیؓ نے بنو عامر کے دو افراد کو قتل کیا تھا جن کے ساتھ مسلمانوں کا معاہدہ تھا اور اب ان کی دیّت کا معاملہ تھا۔ اس سلسلہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بنو نضیر کے پاس تشریف لے گئے تھے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود سے جو معاہدہ کیا تھا اس کی ایک شق یہ بھی تھی کہ أَنْ يُعَاوِنُوْهُ فِي الدِّيَاتِ یعنی وہ لوگ دیت کے معاملات میں مسلمانوں سے تعاون کریں گے۔

سوال: غزوۂ بنو نضیر کے اسباب کے متعلق حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے کیا بیان فرمایا؟

جواب: حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے فرمایا: اس غزوہ کا سبب بیان کرتے ہوئے اربابِ حدیث و سیر مختلف وجوہات بیان کرتے ہیں اور اس اختلاف کی وجہ سے اس غزوہ کے زمانہ کے متعلق بھی اختلاف پیدا ہو گیا ہے۔

سوال: سردار حُیَیّ بن اَخطَب کے بارے میں حضور انور نے کیا فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ طیبہ تشریف لائے تو اس وقت بنو نضیر کا سردار حُیَیّ بن اَخطَب تھا۔ اس کے آبا ؤ اجداد میں چھٹی نسل میں نَضِیر بنِ نَحّام کا نام آتا ہے جس کے نام سے یہ قبیلہ بنو نضیر کہلاتا ہے۔ امّ المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنو نضیر کے اسی سردار حیی بن اخطب کی بیٹی تھیں۔ حیی بن اخطب کا سلسلہ نسب حضرت موسیٰؑ کے بھائی حضرت ہارونؑ سے جا ملتا ہے۔ حیی کے نسب میں کئی اشخاص انبیاء کے شرف سے نوازے گئے جن پر اسے فخر تھا اور اسی گھمنڈ میں یہ کہا کرتا تھا کہ اللہ تعالیٰ ہم پر اس دنیا میں مہربان ہے اور آخرت میں بھی وہ ہم پر شفقت اور مہربانی فرمائے گا۔ وہ ہمیں گناہوں کی وجہ سے چند دن سزا دے گا بالآخر جنت ہی ہمارا ٹھکانہ ہوگا۔ اسی نسبی فخر اور تکبر کے باعث حیی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات سے روگردانی کی تھی۔

......☆......☆......☆......

> **احمدیوں کو مغرب کے بعض لوگوں کے یا بعض ملکوں کے یہ رویے دیکھ کر خدا تعالیٰ کے حضور مزید جھکنا چاہئے**
> **مسیح کی علامات خاصہ درحقیقت یہ ہے کہ جب وہ مسیح آئے گا تو مسلمانوں کی اندرونی حالت کو جو اس وقت بغایت درجہ بگڑی ہوئی ہوگی اپنی صحیح تعلیم سے درست کر دے گا۔**

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 17/فروری 2006 بطرز سوال وجواب
بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: اٹلی کے وزیر صاحب نے کیا شوشہ چھوڑا ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: اٹلی میں ایک وزیر صاحب نے بیہودہ اور غلیظ کارٹون ٹی شرٹس پر چھاپ کر پہننے شروع کر دیئے ہیں بلکہ دوسروں کو بھی کہا ہے میرے سے لو۔ سنا ہے وہاں بیچے بھی جا رہے ہیں۔ کہتے ہیں کہ مسلمانوں کا علاج یہی ہے۔

سوال: جو بانئ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ناحق حملے کر رہے ہیں ان کے بارے میں حضور انور نے کیا فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: ان لوگوں کو یہ سمجھ لینا چاہئے کہ یہ تو ہمیں نہیں پتہ کہ مسلمانوں کا یہ علاج ہے یا نہیں لیکن ان حرکتوں سے وہ خدا کے غضب کو بھڑکانے کا ذریعہ ضرور بن رہے ہیں۔ جو کچھ بیوقوفی میں ہو گیا، وہ تو ہو گیا لیکن اس کو تسلسل سے اور ڈھٹائی کے ساتھ کرتے چلے جانا اور اس پر پھر مصر ہونا کہ ہم جو کر رہے ہیں ٹھیک ہے۔

سوال: اگر یہ ان حرکات سے بعض نہیں آئے تو خدا تعالیٰ ان کے ساتھ کیا سلوک کرے گا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: اگر یہ لوگ عذاب کی طرف ہی بڑھ رہے ہیں تو وہ خدا جو اپنی اور اپنے پیاروں کی غیرت رکھنے والا ہے، اپنی قہری تجلیات کے ساتھ آنے کی بھی طاقت رکھتا ہے۔ وہ جو سب طاقتوں کا مالک ہے، وہ جو انسان کے بنائے ہوئے قانون کا پابند نہیں ہے، ہر چیز پر قادر ہے، اس کی چکّی جب چلتی ہے تو پھر انسان کی سوچ اس کا احاطہ نہیں کر سکتی، پھر اس سے کوئی بچ نہیں سکتا۔

سوال: ہر احمدی کو ان حالات کو دیکھتے ہوئے کیا کرنا چاہئے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: احمدیوں کو مغرب کے بعض لوگوں کے یا بعض ملکوں کے یہ رویے دیکھ کر خدا تعالیٰ کے حضور مزید جھکنا چاہئے۔ خدا کے مسیح نے یورپ کو بھی وارننگ دی ہوئی ہے اور امریکہ کو بھی وارننگ دی ہوئی ہے۔ یہ زلزلے، یہ طوفان اور یہ آفتیں جو دنیا میں آ رہی ہیں یہ صرف ایشیا کے لئے مخصوص نہیں ہیں۔ امریکہ نے تو اس کی ایک جھلک دیکھ لی ہے۔ پس اے یورپ! تو بھی محفوظ نہیں ہے۔ اس لئے کچھ خوف خدا کرو اور خدا کی غیرت کو نہ للکارو۔ لیکن ساتھ ہی مَیں یہ کہتا ہوں کہ مسلمان ممالک یا مسلمان کہلانے والے بھی اپنے رویے درست کریں۔ ایسے رویے اور ایسے ردّ عمل ظاہر کریں جن سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حُسن کو دنیا کے سامنے رکھیں، ان کو دکھائیں۔ تو یہ وہ صحیح ردّ عمل ہے جو ایک مومن کا ہونا چاہئے۔

سوال: مسیح ابن مریم کا آسمان سے اترنے سے کیا مراد ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: اس کا جواب یہ ہے کہ آسمان سے اترنا اس بات پر دلالت نہیں کرتا کہ سچ مچ خاکی وجود آسمان سے اترے بلکہ صحیح حدیثوں میں تو آسمان کا لفظ بھی نہیں ہے۔ اور یوں تو نزول کا لفظ عام ہے۔ جو شخص ایک جگہ سے چل کر دوسری جگہ ٹھہرتا ہے اس کو بھی یہی کہتے ہیں کہ اس جگہ اترا ہے۔ جیسے کہا جاتا ہے کہ فلاں جگہ لشکر اترا ہے یا ڈیرا اترا ہے کیا اس سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ وہ لشکر یا وہ ڈیرا آسمان سے اترا ہے۔ ماسوائے اس کے خدائے تعالیٰ نے تو قران شریف میں صاف فرما دیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی آسمان سے ہی اترے ہیں۔ بلکہ ایک جگہ فرمایا ہے کہ لوہا بھی ہم نے آسمان سے اتارا ہے۔ پس صاف ظاہر ہے کہ یہ آسمان سے اترنا اس صورت اور رنگ کا نہیں ہے جس صورت پر لوگ خیال کر رہے ہیں۔

سوال: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مسیح کی آمد کے متعلق کیا بیان فرمایا؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ: اب مَیں وہ حدیث جو ابوداؤد نے اپنی صحیح میں لکھی ہے اس کے مصداق کی طرف ان کو توجہ دلاتا ہوں۔ ایک شخص حارث نام یعنی حرّاث ماوراء النہر سے یعنی سمرقند سے نکلے گا جو آل رسول کو تقویت دے گا۔ جس کی امداد اور نصرت ہر ایک مومن پر واجب ہوگی، الہامی طور پر مجھ پر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ پیشگوئی اور مسیح کے آنے کی پیشگوئی جو مسلمانوں کا امام اور مسلمانوں میں سے ہوگا دراصل یہ دونوں پیشگوئیاں متحد المضمون ہیں اور دونوں کا مصداق یہی عاجز ہے۔ مسیح کے نام پر جو پیشگوئی ہے اس کی علامات خاصہ درحقیقت دو ہی ہیں۔ ایک یہ ہے کہ جب وہ مسیح آئے گا تو مسلمانوں کی اندرونی حالت کو جو اس وقت بغایت درجہ بگڑی ہوئی ہوگی اپنی صحیح تعلیم سے درست کر دے گا۔

سوال: جو اللہ تعالیٰ کے نام کا دعویٰ کرتا ہے اگر اس کا دعویٰ سچا نہ ہو تو اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کیا سلوک کرتا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَوۡ تَقَوَّلَ عَلَيۡنَا بَعۡضَ الۡاَقَاوِيۡلِ۔ لَاَخَذۡنَا مِنۡهُ بِالۡيَمِيۡنِ (الحاقۃ: 46-45) اور اگر وہ بعض باتیں جھوٹے طور پر ہماری طرف منسوب کرتا تو ہم اس کو ضرور داہنے ہاتھ سے پکڑ لیتے اور پھر فرمایا ثُمَّ لَقَطَعۡنَا مِنۡهُ الۡوَتِيۡنَ (الحاقۃ: 47) پھر ہم یقیناً اس کی رگ جان کاٹ دیتے۔

سوال: مہدی کی صداقت کیلئے کون سے دو نشانات ہیں؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حدیث میں آتا ہے۔

''اِنَّ لِمَهۡدِيۡنَا اٰيَتَيۡنِ لَمۡ تَكُوۡنَا مُنۡذُ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ۔ يَنۡكَسِفُ الۡقَمَرُ لِاَوَّلِ لَيۡلَةٍ مِّنۡ رَمَضَانَ وَتَنۡكَسِفُ الشَّمۡسُ فِي النِّصۡفِ مِنۡهُ'' (سنن دارقطنی کتاب العیدین باب صفۃ صلوٰۃ الخسوف والکسوف وھیئتھما صفحہ 51 جلد 1 جزء ثانی حدیث: 1777) یعنی ہمارے مہدی کی صداقت کے لئے دو ہی نشان ہیں اور یہ صداقت کے دونوں نشان کسی کے لئے جب سے دنیا بنی ہے کبھی ظاہر نہیں ہوئے۔ رمضان میں چاند گرہن کی راتوں میں سے پہلی رات چاند کو اور سورج گرہن کے دنوں میں سے درمیانے دن سورج کو گرہن لگے گا۔

سوال: مہدی کی آمد کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کون سی دو علامات بیان فرمائی؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: پہلی علامت وہ علوم حقہ کے موتیوں سے ان کی جھولیاں پُر کر دی جائیں گی۔ اور جو مغز اور لب لباب قرآن شریف کا ہے اس عطر کے بھرے ہوئے شیشے ان کو دیئے جائیں گے۔ یہ جو قرآن کریم کی خوشبو ہے یہ ان کو ملے گی۔ دوسری علامت خاصہ یہ ہے کہ جب وہ مسیح موعود آئے گا تو صلیب کو توڑے گا اور خنزیروں کو قتل کرے گا اور دجال یک چشم کو قتل کر ڈالے گا اور جس کافر تک اس کے دم کی ہوا پہنچے گی وہ فی الفور مر جائے گا۔ سو اس علامت کی اصل حقیقت جو روحانی طور پر مراد رکھی گئی ہے یہ ہے کہ مسیح دنیا میں آ کر صلیبی زمین کی شان و شوکت کو اپنے پیروں کے نیچے کچل ڈالے گا۔ اور ان لوگوں کو جن میں خنزیروں کی بے حیائی، خوکوں کی بے شرمی'' یعنی سؤروں کی بے شرمی وہ بھی ایک جانور ہی ہے اور نجاست خوری ہے ان پر دلائل قاطعہ کا ہتھیار چلا کر ان سب کا کام تمام کرے گا۔ اور وہ لوگ جو صرف دنیا کی آنکھ رکھتے ہیں مگر دین کی آنکھ بکلی ندارد۔ بلکہ ایک بدنما ٹینٹ اس میں نکلا ہوا ہے۔ ملزم کر کے ان کی منکرانہ ہستی کا خاتمہ کر دے گا۔ اور نہ صرف ایسے یک چشم لوگ بلکہ ہر ایک کافر جو دین محمدی کو بنظر استحقار دیکھتا ہے۔ مسیحی دلائل کے جلالی دم سے روحانی طور پر مارا جائے گا۔ غرض یہ سب عبارتیں استعارہ کے طور پر واقع ہیں جو اس عاجز پر بخوبی کھولی گئی ہیں۔ اب چاہے کوئی اس کو سمجھے یا نہ سمجھے لیکن آخر کچھ مدت اور انتظار کر کے اور اپنی بے بنیاد امیدوں سے یاس کلی کی حالت میں ہو کر ایک دن سب لوگ اس طرف رجوع کریں گے۔

❁ ❁ ❁ ❁ ❁

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

آسماں پر غافلو اِک جوش ہے ✿ کچھ تو دیکھو گر تمہیں کچھ ہوش ہے

ہو گیا دِیں کفر کے حملوں سے چُور ✿ چُپ رہے کب تک خداوند غیور

طالب دعا: برہان الدین چراغ ولد چراغ الدین صاحب مرحوم مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین، ننگل باغبانہ، قادیان

Near Railway Gate, Soro, Balasore-45, ODISHA
Prop. : Sk. Ishaque, Con. No. 7873776617, 9778116653, 9937080096
طالب دعا: شیخ اسحٰق، جماعت احمدیہ سورو (صوبہ اڈیشہ)

نماز جنازہ حاضر و غائب

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 28/ مارچ 2024ء بروز جمعرات 12 بجے دوپہر اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں اپنے دفتر سے باہر تشریف لا کر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر و غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر

مکرمہ شمیم اختر صاحبہ اہلیہ مکرم محمود احمد صاحب مرحوم (جماعت گرینج۔ یوکے)

24/ مارچ 2024ء کو 79 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ حضرت میاں عنایت اللہ صاحب رضی اللہ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پوتی تھیں۔ مرحومہ نمازوں کی پابند، تہجد گزار، ملنسار، غریب پرور اور خلافت کیساتھ اخلاص و وفا کا تعلق رکھنے والی ایک نیک، مخلص بزرگ خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں ایک بیٹا اور تین بیٹیاں شامل ہیں۔

نماز جنازہ غائب

(1) مکرم صغیر عالم صاحب (معلم سلسلہ قادیان) ابن مکرم اسرار احمد صاحب (آف امروہہ صوبہ اتر پردیش۔ انڈیا)

3/ مارچ 2024ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ امروہہ سے تعلیم مکمل کرنے کے بعد ۲۰۰۵ء میں مع اہل وعیال قادیان شفٹ ہو گئے اور جامعۃ المبشرین سے معلم کا کورس کیا اور یکم اگست 2008ء کو میدان عمل میں گئے۔ پہلی تقرری بطور معلم دہلی میں ہوئی۔ اس کے بعد صوبہ ہریانہ میں تقرر رہا اور پھر آپ کا تبادلہ قادیان میں ہو گیا جہاں ایک لمبا عرصہ آپ قادیان کے مضافات میں بطور معلم خدمت کی توفیق پاتے رہے۔ جو بھی ذمہ داری آپ کے سپرد کی گئی اس کو بڑی محنت، لگن اور شوق سے نبھایا۔ آپ ہومیو پیتھک کا اچھا علم رکھتے تھے اس لئے غرباء کا مفت علاج بھی کرتے رہے۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند، ملنسار، خوش مزاج، مہمان نواز اور خلافت سے دلی محبت رکھنے والے ایک مخلص اور نیک انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں چار بیٹیاں شامل ہیں۔

(2) مکرم علی احمد ماسٹر صاحب (بنگلہ دیش)

28/ فروری 2024ء کو 92 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ نے 1965ء میں احمدیت قبول کی اور بریسال ڈویژن کے چند اولین احمدیوں میں سے تھے۔ مرحوم بہت ہمدرد، ملنسار، اچھے اخلاق کے مالک ایک نافع الناس وجود تھے۔ مہمان نوازی ان کا ایک نمایاں وصف تھا۔ خلافت اور جماعت سے وفا کرنے والے اور بے لوث محبت کرنے والے تھے۔ مرحوم کو قرآن کا گہرا علم حاصل تھا۔ عملی زندگی میں مرحوم سکول ماسٹر تھے۔ 54 سال تک انہوں نے مختلف سکولوں میں پڑھایا اور کئی سکولوں کے بانی ہیڈ ماسٹر بھی رہے۔ مرحوم جہاں بھی جاتے ہمیشہ تبلیغ کے مواقع تلاش کرتے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پیغام کو پہنچانے کی حتی المقدور کوشش کرتے تھے۔ آپ کے ذریعہ سینکڑوں لوگوں نے احمدیت قبول کی۔ خاکدران، کوکوا اور کرشنہ نگر جماعت قائم کرنے میں ان کا بہت کردار تھا۔ وہ خاکدران اور کرشنہ نگر جماعت کے پہلے صدر بھی رہے اور اس دوران مسجد بھی تعمیر کروائی۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹیاں اور چار بیٹے شامل ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم نصیر الدین ملت صاحب نائب صدر مجلس انصار اللہ بنگلہ دیش کے طور پر خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ آپ مکرم عبدالخالق صاحب (انچارج انصار سیکشن مرکزیہ یوکے) کے بہنوئی تھے۔

(3) مکرمہ نور بی بی صاحبہ اہلیہ مکرم محمد ابراہیم چوہدری صاحب مرحوم (احمد پور سیال ضلع جھنگ)

21/ جنوری 2024ء کو 84 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ صوم وصلوۃ اور تلاوت قرآن کریم کی پابند، مہمان نواز، غریب پرور، واقفین زندگی کا احترام کرنے والی، صبر و شکر کے جذبہ سے سرشار ایک خوش اخلاق، مخلص اور باوفا خاتون تھیں۔ مرحومہ اللہ کے فضل سے موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں تین بیٹیاں اور چار بیٹے شامل ہیں۔ آپ مکرم محمد شعیب صاحب کی دادی تھیں۔

(4) مکرم انصر حیات صاحب ابن مکرم حیات محمد گجر صاحب (مڈغاسکر)

12/ فروری 2024ء کو 27 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم صوم وصلوۃ کے پابند، سادہ مزاج، مہمان نواز، ایک فعال اور مخلص نوجوان تھے۔ مرحوم نے ساہیوال میں نائب قائد اول اور ایڈیشنل سیکرٹری مال کے علاوہ مڈغاسکر میں خدام الاحمدیہ میں ناظم وقف جدید کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں والدین کے علاوہ چار بہنیں اور پانچ بھائی شامل ہیں۔ آپ کے ایک بھائی مکرم محمد منصور صاحب صدر جماعت کے طور پر خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

(5) عزیزم مغفور احمد منیر ابن مکرم محمود احمد منیر صاحب مربی سلسلہ (سوانح مصلح موعود پراجیکٹ ریسرچ سیل ربوہ)

29/ فروری 2024ء کو 21 سال کی عمر میں ایک حادثہ میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ حضرت قاضی محمد اکبر بھٹی صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ سے ہوا جو کہ چار کوٹ راجوری کشمیر سے تھے۔ مرحوم اللہ تعالیٰ کے فضل سے وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل تھے۔ آپ نے ربوہ سے ایف ایس سی پری انجینئرنگ کرنے کے بعد میرپور آزاد کشمیر سے B.S انگلش فرسٹ ایئر کے دو سمسٹر تک تعلیم حاصل کی اور اب گذشتہ کچھ عرصہ سے فرنیچر اور کنسٹرکشن کا کام سیکھ رہے تھے۔ مرحوم انتہائی ملنسار، خدمت خلق کے جذبہ سے سرشار، ایک با اخلاق اور نیک فطرت نوجوان تھے۔ طفل ہونے کی عمر سے ہی مسجد سے بہت گہرا تعلق تھا۔ مسجد میں وقار عمل میں ہمیشہ سرفہرست ہوتے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں والدین کے علاوہ ایک بھائی اور تین بہنیں شامل ہیں۔

(6) عزیزہ نبیہہ قمر بنت مکرم نوید احمد قمر صاحب (مربی سلسلہ سیرالیون۔ حال پاکستان)

27/ فروری 2023ء کو کچھ عرصہ بیمار رہنے کے بعد 3 سال اور 9 ماہ کی عمر میں وفات پاگئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ عزیزہ کی طبیعت میں شروع سے ہی بڑا صبر اور حوصلہ تھا۔ بیماری کا عرصہ بڑی ہمت سے گزارا۔ اپنی بہن کے ساتھ باقاعدگی سے روزانہ نمازیں پڑھتی اور نماز کے ہر رکن کو اچھی طرح ادا کرتی تھی۔ بڑے شوق سے سر پر دوپٹہ لیتی تھی۔ روزانہ رات کو سونے سے پہلے مسنون دعائیں پڑھنا اس کا معمول تھا۔ جلسہ سالانہ کے موقعوں پر بچوں کے ویڈیو پیغام میں اپنا بھی پیغام ریکارڈ کر کے بھیجتی۔ پسماندگان میں والدین کے علاوہ ایک بہن شامل ہے۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین۔

☆......☆

بقیہ حضور انور کے بصیرت افروز جوابات از صفحہ نمبر 2

چارہ باقی نہ رہے اور نماز میں شامل نہ ہونے کی وجہ سے کسی فتنہ اور ابتلا میں پڑنے کا اندیشہ ہو تو ایسی صورت میں فتنہ سے بچنے کے لیے وہاں بھی نماز پڑھ لی جائے لیکن بعد میں یہی نماز اپنی الگ بھی ادا کی جائے۔ چنانچہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اسی قسم کے مسئلہ کے بارہ میں اپنا ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ۱۹۱۲ء میں مَیں اور سید عبدالحی صاحب عرب مصر سے ہوتے ہوئے حج کو گئے۔ قادیان سے میرے نانا صاحب میر ناصر نواب صاحب بھی براہ راست حج کو گئے۔ جدہ میں ہم مل گئے اور مکہ مکرمہ اکٹھے گئے۔ پہلے ہی دن طواف کے وقت مغرب کی نماز کا وقت آ گیا۔ میں ہٹنے لگا۔ مگر راستے رک گئے تھے نماز شروع ہو گئی تھی۔ نانا صاحب جناب میر صاحب نے فرمایا کہ حضرت خلیفۃ المسیح کا حکم ہے کہ مکہ میں ان کے پیچھے نماز پڑھ لینی چاہیے اس پر میں نے نماز شروع کر دی۔ پھر اسی جگہ ہمیں عشاء کا وقت آ گیا وہ نماز بھی ادا کی۔ گھر جا کر میں نے عبدالحی صاحب عرب سے کہا کہ وہ نماز تو حضرت خلیفۃ المسیح کے حکم کی تھی اب آؤ خدا تعالیٰ کی نماز پڑھ لیں جو غیر احمدیوں کے پیچھے نہیں ہوتی اور ہم نے وہ دونوں نمازیں دہرا لیں۔ ایک نماز شاید دوسرے دن ادا کی مگر میں نے دیکھا کہ باوجود نمازیں دہرانے کے میرا دل بند ہوتا جاتا ہے اور میں نے محسوس کیا کہ میں اگر اس طریق کو جاری رکھوں گا تو بیمار ہو جاؤں گا۔ آخر دوسرے دن میں نے عبدالحی صاحب عرب سے کہا کہ میں تو بوجہ ادب دریافت نہیں کر سکتا۔ آپ دریافت کریں کہ کیا جناب نانا صاحب کو حضرت خلیفۃ المسیح نے خاص حکم دیا تھا یا عام سنی ہوئی بات ہے۔ انہوں نے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ خاص حکم نہیں دیا تھا بلکہ کسی اَور شخص کے متعلق یہ بات آپ نے سنی تھی۔ اس پر میں نے شکر کیا اور باوجود لوگوں کے روکنے کے برابر الگ نماز ادا کرتا رہا۔ اور بیس دن کے قریب جو ہم وہاں رہے یا گھر پر نماز پڑھتے رہے یا مسجد کعبہ میں الگ اپنی جماعت کرا کے۔ اور اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ گو مسجد کعبہ میں چاروں مذہبوں کے سوا دوسروں کو الگ جماعت کی عام طور پر اجازت نہیں مگر ہمیں کسی نے کچھ نہیں کہا بلکہ پیچھے رہے ہوئے لوگوں کے ساتھ مل جانے سے بعض دفعہ اچھی خاصی جماعت ہو جاتی تھی۔ چونکہ جناب نانا صاحب کو خیال تھا کہ ان کے اس فعل سے کوئی فتنہ ہو گا۔ انہوں نے قادیان آ کر حضرت خلیفۃ المسیح کے سامنے یہ سوال پیش کرنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ ہماری واپسی کی خوشی میں قادیان کے احباب یکے بعد دیگرے دعوت کر رہے تھے کہ ایک دن حضرت مسیح موعودؑ کے پرانے خادم میاں حامد علی صاحب نے جو چالیس سال حضرتؑ کے پاس رہے ہیں، ہماری چائے کی دعوت کی۔ حضرت خلیفہ اوّل، میر صاحب، میں اور سید عبدالحی عرب مدعو تھے۔ ایک صاحب حکیم محمد عمر نے یہ ذکر حضرت خلیفۃ المسیح کے پاس شروع کر دیا۔ آپؓ نے فرمایا: ہم نے ایسا کوئی فتویٰ نہیں دیا۔ ہماری یہ اجازت تو ان لوگوں کیلئے ہے جو ڈرتے ہیں اور جن کے ابتلاء کا ڈر ہے، وہ ایسا کر سکتے ہیں کہ اگر کسی جگہ گھر گئے ہوں تو غیر احمدیوں کے پیچھے نمازیں پڑھ لیں اور پھر آ کر دہرا لیں۔ سو الحمد للہ کہ میرا یہ فعل جس طرح حضرت مسیح موعودؑ کے فتویٰ کے مطابق ہوا اسی طرح خلیفہ وقت کے منشاء کے ماتحت ہوا۔

(آئینہ صداقت، انوار العلوم جلد ۶ صفحہ ۱۵۶، ۱۵۵)

سوال: محترمہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ پاکستان نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں عریضہ بھجوایا کہ کیا Surrogacy کی جماعت اجازت دیتی ہے؟ اور Surrogate ماؤں کی کیا حیثیت ہے؟ نیز یہ کہ کیا Transgender کا ذکر قرآن کریم میں ہے اور اسلام میں ان کا کیا مقام ہے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوب مورخہ ۱۶ رجنوری ۲۰۲۳ء میں ان امور کے بارہ میں درج ذیل ہدایات عطا فرمائیں۔ حضور نے فرمایا:

جواب: اس بارہ میں تحریر ہے کہ سروگیسی میں میاں بیوی کے مادہ کو ایک ایسی عورت کے رحم میں رکھ کر Develop کیا جاتا ہے، جس کا اس مادہ سے کوئی جائز جسمانی تعلق نہیں ہوتا۔ لہٰذا یہ طریق اسلامی تعلیمات کی روشنی میں بے حیائی کے زمرہ میں آتا ہے۔ اور ناجائز اور گناہ ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی اس بارہ میں ایک سوال کے جواب میں درج ذیل وضاحت فرمائی تھی: یہ خیال دل سے نکال دیں کہ ایک عورت اگر بانجھ ہے یا خاوند میں بچہ پیدا کرنے کی صلاحیت نہیں ہے تو ہم Artificial ذرائع سے جب کوشش کرتے ہیں تو گویا یہ گناہ ہے، یہ گناہ نہیں، یہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کا ایک طریق ہے۔ اور اگر اس نے نہیں دینا، اس کا فیصلہ ہے کہ میں نہیں دوں گا تو لاکھ چارے کر کے دیکھ لیں مجال ہے جو بچہ پیدا ہو جائے جو نہیں ہونا۔ یہاں ہم نے دیکھا ہے بعض احمدی خواتین نے مجھ سے اجازت لے کر ٹیسٹ ٹیوب بے بی کے لیے کوشش کی اور ایک دفعہ، دو دفعہ، دس دس دفعہ کوششیں ہوئیں بالکل کوڑی کا بھی فائدہ نہیں پہنچا۔ وہ اندرونی مدافعانہ طاقتیں جو بچہ کو پیدا ہونے میں مانع تھیں وہ اسی طرح سر اٹھاتی رہیں اور ڈاکٹر کی ایک بھی پیش نہیں گئی۔ اور ایک بچی کا مثلاً مجھے پتہ ہے، اس نے بھی اجازت لی، میں نے کہا ہاں دعائیں کرو، دیکھیں کیا ہوتا ہے۔ تو اگلے دن وہ گودی میں بڑے پیارے پیارے دو بچے اٹھا کے لائی ہوئی تھی۔ تو یہ تو اللہ تعالیٰ کی مرضی سے ہی ملے گا۔ لیکن خدا کے کام جن کے نقشے اس نے بنا رکھے ہیں ان میں امداد، خدا کے کاموں کی مخالفت نہیں اور گناہ نہیں ہے۔

ایک چیز گناہ ہے وہ میں آپ کو سمجھا دیتا ہوں، بچہ کی Artificial یعنی مصنوعی طریق سے پیدا کرنے کی کوشش میں بعض لاعلمی سے ایک کام کر بیٹھتے ہیں جو گناہ ہے۔ اور وہ Surrogate Mother کے ذریعہ بچہ لینا ہے۔ مجھے کل ہی امریکہ سے ایک نو احمدی کا خط ملا ہے، انہوں نے بڑی پریشانی کا اظہار فرمایا ہوا ہے اور استغفار بھی کر رہے ہیں۔ کہتے ہیں مجھے تو احمدیت سے پہلے ان باتوں کا پتہ ہی نہیں تھا۔ میں یہ کام کر بیٹھا ہوں کہ میری بیوی چونکہ بانجھ تھی، میں نے ڈاکٹروں کی مدد سے ایک اَور عورت کے پیٹ میں اپنا بچہ پیدا کیا اور وہ اب ہمیں مل گیا ہے۔ تو یہ (طریق) تو ناجائز ہے، کیونکہ شادی بیاہ اور نکاح کے جو قوانین خدا تعالیٰ نے دیئے ہیں، ان کو توڑنے والا ہے۔ خدا تعالیٰ نے افزائش نسل کیلئے جو نظام جاری فرمایا ہے، اس کی مخالفت ہے۔ یہ تو ایسا ہی ہے کہ کسی اَور بیوی سے بغیر شادی، بغیر نکاح کے انسان تعلقات قائم کر لے اور (ہونے والے۔ ناقل) بچہ کو کہے کہ بڑا اچھا بچہ ہے۔ بچہ تو بہرحال اچھا رہے گا، وہ تو معصوم ہے، مگر ایسا کرنے والا گنہگار ہو جاتا ہے۔ پس اس پہلو سے میں آپ کو سمجھا رہا ہوں کہ یہاں تک جانا گناہ ہے۔ اس سے ورے ورے جائز کوششوں سے میاں اور بیوی کے مادوں سے، آپس کے تعلق سے اگر بچہ پیدا کرنے میں مدد لی جاتی ہے تو وہ جائز بلکہ مناسب ہے، اور ہرگز گناہ نہیں۔ (اردو ملاقات حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ مورخہ 29/اپریل 1994ء)

پس جماعت احمدیہ کے نزدیک سروگیسی، اسلامی تعلیمات کے سراسر منافی اور ناجائز طریق ہے اسلئے Surrogate ماؤں کی اسلامی لحاظ سے کوئی شرعی حیثیت نہیں ہے۔

باقی جہاں تک آپ کے دوسرے سوال کا تعلق ہے تو Transgender یا خنثیٰ کا ذکر قرآن کریم میں نہیں آیا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ بھی الذَّکَرَ وَالۡاُنۡثٰی یعنی نر و مادہ کی ہی ایک بیمار شکل ہے۔ اور جس طرح قرآن کریم نے مختلف بیماریوں میں مبتلا مرد و خواتین مثلاً ہونٹ کٹے ہوئے، یا آنکھ سے محروم یا ٹانگوں سے اپاہج انسان کا الگ ذکر نہیں فرمایا، اسی طرح خنثیٰ کا بھی ذکر نہیں کیا۔ جو کوئی قابل اعتراض بات نہیں ہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اس بارہ میں فرماتے ہیں: فرماتا ہے وَمَا خَلَقَ الذَّکَرَ وَالۡاُنۡثٰی ہم اس خدا کو بھی شہادت کے طور پر پیش کرتے ہیں جس نے نر اور مادہ پیدا کیا ہے اور جن سے دنیا میں آئندہ نسل ترقی کرتی ہے یعنی جس طرح دنیا میں کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کی حالتوں پر ہمیشہ دن کی بیداری طاری رہتی ہے اور کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کی حالتوں پر ہمیشہ رات کی خوابیدگی غالب رہتی ہے۔ اسی طرح کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جن میں رجولیّت کا مادہ ہوتا ہے اور کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جن میں نسوانیت کا مادہ ہوتا ہے۔ کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جو دوسروں کو فیض پہنچانے والے ہوتے ہیں اور کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جو استفاضہ کی قوت اپنے اندر رکھتے ہیں۔ جو لوگ افاضہ کی قوت اپنے اندر رکھتے ہیں وہ ذَکر ہوتے ہیں اور جو استفاضہ کی قوت اپنے (اندر) رکھتے ہیں وہ انثیٰ ہوتے ہیں اور جو لوگ نہ افاضہ کی قوت اپنے اندر رکھتے ہیں نہ استفاضہ کی قوت اپنے اندر رکھتے ہیں وہ خنثیٰ ہوتے ہیں۔ ان سے دنیا میں کبھی کوئی تغیر پیدا نہیں ہوتا۔ فرماتا ہے وَمَا خَلَقَ الذَّکَرَ وَالۡاُنۡثٰی۔ ہم نر و مادہ کی پیدائش کو بھی شہادت کے طور پر پیش کرتے ہیں یعنی نر میں افاضہ کی قوت ہوتی ہے اور وہ دوسرے کو بچہ دیتا ہے اور مادہ میں استفاضہ کی قوت ہوتی ہے اور وہ بچہ کو اس سے لیتی اور اس کی پرورش کرتی ہے۔ یہی دو قوتیں ہیں جن کے ملنے سے دنیا میں اہم نتائج پیدا ہوتے ہیں۔ اگر نر اور مادہ آپس میں نہ ملیں تو نسل انسانی کا سلسلہ بالکل منقطع ہو جائے۔

بعض نے اس موقع پر اعتراض کیا ہے کہ قرآن کریم نے یہ تو کہا ہے وَمَا خَلَقَ الذَّکَرَ وَالۡاُنۡثٰی یعنی خدا تعالیٰ نے ذَکر اور انثیٰ کو پیدا کیا ہے مگر اس نے خنثیٰ کا ذکر نہیں کیا حالانکہ یہ بھی بتانا چاہیے تھا کہ اسے کس نے پیدا کیا ہے۔ مجھے علمی کتابوں میں اس قسم کا اعتراض پڑھ کر حیرت آئی ہے اور پھر اَور زیادہ حیرت مجھے اس بات پر آئی ہے کہ مفسرین نے اس کا جواب دینے کی بھی کوشش کی ہے اور جواب یہ دیا ہے کہ جو ہمارے نزدیک خنثیٰ ہے خدا تعالیٰ کے نزدیک وہ بہرحال یا ذَکر ہے یا انثیٰ ہے اس سے باہر نہیں۔ یہ بھی ایک مجبوری کا جواب ہے ورنہ حقیقت یہ ہے کہ خنثیٰ کوئی پیدائش نہیں بلکہ وہ پیدائش کا ایک بگاڑ ہے...... اگر ماں باپ اپنے اندر کوئی خرابی پیدا کر لیتے ہیں

SK.KHALID AHMED
Mob.9861288807
M/S. H.M. GLASS HOUSE
Deals in : Glass, Fibres, Glas Channel & all type of feetings
CHHAPULIA BY-PASS, BHADRAK ODISHA- 756100
طالبِ دعا: شیخ خالد (جماعت احمدیہ بھدرک، صوبہ اڈیشہ)

رَبِّ کُلُّ شَیۡءٍ خَادِمُكَ رَبِّ فَاحۡفَظۡنِیۡ وَانۡصُرۡنِیۡ وَارۡحَمۡنِیۡ (الہامی دعا حضرت مسیح موعودؑ)
ترجمہ: اے میرے ربّ! ہر ایک چیز تیری خادم ہے، اے میرے رب! شریر کی شرارت سے مجھے پناہ میں رکھ اور میری مدد کر اور مجھ پر رحم کر
KOLKATA BAZAR MOBILE SHOP
Prop. : Minzarul Hassan
Contact No. 6239691816, 8116091155
Delhi Bazar, Qadian - 143516
Dist. Gurdaspur, PUNJAB

اوران کی صحت میں اس قسم کا بگاڑ پیدا ہوجا تا ہے کہ بجائے ذَکر یا انثیٰ کے خنثیٰ پیدا ہوجا تا ہے تو یہ نہیں کہا جائے گا کہ یہ بھی ایک پیدائش ہے بلکہ صرف یہ کہا جائے گا کہ یہ پیدائش کا ایک بگاڑ ہے جو اس رنگ میں ظاہر ہوگیا۔ خنثیٰ کو بھی پیدائش قرار دینا ایسی ہی بات ہے جیسے کوئی شخص کہے کہ خدا تعالیٰ آنکھیں دیتا ہے تو دوسرا جواب میں کہے کہ دنیا میں اندھے بھی تو ہوتے ہیں۔ ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ یہ بات کیسی بیہودہ ہے اگر کوئی اندھا ہوا ہے تو اپنے ماں باپ کی کسی نادانی یا غفلت یا بیماری کے نتیجہ میں ہوا ہے۔ خدا تعالیٰ نے بہرحال ہر انسان کو آنکھوں والا بنایا ہے کسی کا اندھا پیدا ہونا ایک بگاڑ اور خرابی ہے نئی پیدائش نہیں ہے۔ مجھے تو حیرت آتی ہے کہ ہمارے مفسرین نے اس بحث کو اٹھایا ہی کیوں کہ خدا تعالیٰ نے ذَکر اور انثیٰ کا ہی کیوں ذکر کیا ہے خنثیٰ کا ذکر کیوں نہیں کیا۔ خنثیٰ ہونا تو ایسے ہی ہے جیسے کسی کا ناک کٹا ہوا ہو یا کسی کی آنکھ ماری ہوئی ہو یا کسی کی ٹانگ کٹی ہوئی ہو۔ ظاہر ہے کہ یہ سب انسانی پیدائش کے مختلف بگاڑ ہیں۔ کسی کی آنکھیں نہیں ہوتیں، کسی کے ہاتھ نہیں ہوتے، کسی کی زبان نہیں ہوتی، کسی کی انگلیاں کم و بیش ہوتی ہیں۔ اگر ان میں سے ہر چیز کو پیدائش کی ایک نئی قسم قرار دیدیا جائے تو پھر تو ہزار ہا اس قسم کی پیدائشیں نکل آئیں گی۔ دنیا میں ہر شخص کی خدا تعالیٰ نے دو ٹانگیں پیدا کی ہیں لیکن بعض دفعہ ماں باپ کی بے احتیاطی یا کسی رحمی نقص کی وجہ سے ایسا بچہ پیدا ہوجا تا ہے جس کی تین ٹانگیں ہوتی ہیں۔ اسی طرح خدا تعالیٰ نے ہر ایک کو الگ الگ جسم عطا کیا ہے لیکن بعض دفعہ اس قسم کے جڑے ہوئے بچے پیدا ہوجاتے ہیں جن کو اپریشن کے ذریعہ ایک دوسرے سے الگ کرنا پڑتا ہے اور بعض دفعہ تو اپریشن کے ذریعہ بھی ان کو الگ نہیں کیا جا سکتا بظاہر دو دھڑ آپس میں ملے ہوئے ہوتے ہیں لیکن دونوں کا جگر ایک ہوتا ہے یا دل ایک ہوتا ہے یا معدہ ایک ہوتا ہے یا تلی ایک ہوتی ہے اور وہ ساری عمر اسی طرح جڑے جڑے گزار دیتے ہیں۔ پس خالی خنثیٰ کا ذکر ہی نہیں پھر تو انہیں اس قسم کے تمام بگاڑ پیش کرنے چاہیے تھے اور کہنا چاہیے تھا کہ ایک پیدائش وہ ہوتی ہے جس میں دو بچے آپس میں بالکل جڑے ہوئے ہوتے اور پھر ان کو الگ الگ کرنا پڑتا ہے۔ ایک پیدائش وہ ہوتی ہے جس میں دونوں کا ایک ہی جگر، ایک ہی قلب، ایک ہی پھیپھڑا اور ایک ہی معدہ ہوتا ہے اور انہیں جدا نہیں کیا جا سکتا۔ ایک پیدائش وہ ہوتی ہے جس میں بچہ تو ہوتا ہے مگر اس کی آنکھیں نہیں ہوتیں۔ ایک پیدائش وہ ہوتی ہے جس میں دو کی بجائے تین ٹانگیں بن جاتی ہیں، حالانکہ یہ ساری چیزیں وہ ہیں جو پیدائش کی بگڑی ہوئی صورتیں ہیں ان کو پیش کر کے قرآن مجید پر یہ اعتراض کرنا کہ اس نے صرف ذَکر اور انثیٰ کا نام لیا ہے خنثیٰ کا نام نہیں لیا معترضین کی نادانی اور حماقت کا ثبوت ہے۔ اور مفسرین کو چاہیے تھا کہ بجائے اس کے کہ اس کا جواب دینے کی کوشش کرتے، کہتے کہ یہ اعتراض کسی احمق کی زبان سے نکلا ہے۔ دنیا میں دو ہی پیدائشیں ہوتی ہیں، ایک پیدائش وہ ہوتی ہے جس میں ذَکرانیت ہوتی ہے اور ایک پیدائش وہ ہوتی ہے جس میں نسوانیت ہوتی ہے یہ دونوں وجود آپس میں ملتے ہیں تب ایک تیسرا وجود پیدا ہوتا ہے اس کے بغیر نہیں۔ (تفسیر کبیر جلد نہم صفحہ 54 تا 55، مطبوعہ قادیان فروری 2004ء)

Transgender کا لفظ پیدائشی جنسی بیماری میں مبتلا افراد کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے اور ایسے شخص کے لیے بھی بولا جاتا ہے جو اپنی پیدائشی جنس کے برعکس جنس والے جذبات یا کسی اَور قسم کے جذبات اپنے ذہن میں محسوس کرتا ہو۔ پس Transgender چونکہ ایک قسم کی پیدائشی جنسی بیماری یا ذہنی جنسی بیماری ہے، لہٰذا جس طرح ہم دوسری بیماریوں کا علاج کرواتے ہیں، اسی طرح اس بیماری کا بھی علاج ہونا چاہیے۔ نیز اس بیماری میں مبتلا لوگوں کو ہم اس طرح بُرا نہیں سمجھتے کہ انہیں اپنے سے دُور کرنے کے لیے دھتکار دیں اور ان سے نفرت کریں بلکہ ایک انسان ہونے کی حیثیت سے ہر معاشرہ اور حکومت کا یہ فرض ہے کہ وہ ان کی جائز ضروریات کو پورا کرے، اگر ان کا علاج ہوسکتا ہو تو انہیں علاج کی سہولت بہم پہنچائے۔ اس بیماری کی وجہ سے انہیں ہر اس بُرائی میں مبتلا ہونے سے بچانے کی کوشش کرے، جس میں اس بیماری کے شکار افراد کا شیطان کے بہکاوے میں آکر مبتلا ہونے کا امکان ہو۔ اور ان کی اصلاح کے لیے مناسب اقدامات کرے۔

(مرتبہ: ظہیر احمد خان۔ انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن)

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل 20 اپریل 2024)

وصــایا منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر بہشتی مقبرہ کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز قادیان)

مسل نمبر 11778: میں شیخ مختار ولد مکرم شیخ مانو صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت عمر 32 سال تاریخ بیعت 2008ء ساکن سنگارپور پوسٹ امبا بوچا ضلع بالاسور ہلدی پدا بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 23 اپریل 2024 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از تجارت ماہوار 20000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : سلیم الدین خان العبد : شیخ مختار گواہ : محمد افتخار

مسل نمبر 11779: میں سلطانہ پروین زوجہ مکرم سید وسیم احمد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 34 سال پیدائشی احمدی ساکن قاضی محلہ سورو ضلع بالاسور صوبہ اڈیشہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 20 اپریل 2024 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: گلے کا ہار ایک عدد، کان کی بالیاں 6 جوڑی، کانٹے ایک جوڑی، انگوٹھیاں تین عدد، کان کی چین ایک عدد، ٹاپ ایک جوڑی (کل وزن 45.700 گرام 22 کیریٹ) حق مہر بذمہ خاوند 36000 روپے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 2000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : سید وسیم احمد الامۃ : سلطانہ پروین گواہ : محمد افتخار

مسل نمبر 11780: میں امۃ القدوس زوجہ مکرم سرفراز خان صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 31 سال پیدائشی احمدی ساکن پٹھان محلہ سورو ضلع بالاسور صوبہ اڈیشہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 20 اپریل 2024 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: 20 گرام 22 کیریٹ حق مہر 80000 روپے بذمہ خاوند۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : سرفراز خان الامۃ : امۃ القدوس گواہ : محمد افتخار

مسل نمبر 11781: میں عطیہ بیگم زوجہ مکرم منیر الدین خان صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 49 سال پیدائشی احمدی ساکن پٹھان محلہ نزد احمدیہ مسجد سورو ضلع بالاسور صوبہ اڈیشہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 21 اپریل 2024 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: ایک عدد گلے کا ہار، ایک جوڑی کان کے کانٹے، ایک عدد انگوٹھی، ایک جوڑی کان کے ٹاپس، چار عدد کان کے لونگ (تمام زیورات 18 گرام 22 کیریٹ) زیور نقرئی: پازیب، کمر پٹی، چین (کل وزن 5 تولہ) حق مہر 15 ہزار روپے بذمہ خاوند۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : منیر الدین خان الامۃ : عطیہ بیگم گواہ : ناصر الدین

مسل نمبر 11782: میں رینا خاتون زوجہ مکرم افتخار علی خان صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 30 سال پیدائشی احمدی ساکن پٹھان محلہ نزد احمدیہ مسجد سورو ضلع بالاسور صوبہ اڈیشہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 21 اپریل 2024 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: گلے کا ہار ایک عدد، کان کے کانٹے ایک جوڑی، کان کی بالیاں ایک جوڑی، چوڑیاں دو عدد، انگوٹھیاں 2 عدد (کل وزن 60 گرام 22 کیریٹ) حق مہر 50 ہزار روپے بذمہ خاوند۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 1000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا

باقی صفحہ 10 پر ملاحظہ فرمائیں

ارشاد باری تعالیٰ

وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ ۚ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ (المائدہ:84)

ترجمہ: اور جب وہ اُسے سنتے ہیں جو اس رسول کی طرف اُتارا گیا تو تُو دیکھے گا کہ ان کی آنکھیں آنسو بہانے لگتی ہیں اس کی وجہ سے جو انہوں نے حق کو پہچان لیا۔ وہ کہتے ہیں اے ہمارے ربّ! ہم ایمان لائے پس ہمیں گواہی دینے والوں میں تحریر کرلے۔

طالب دعا : محمد منیر احمد ولد مکرم غلام محمد سنوری صاحب مرحوم و افراد خاندان (صدر جماعت احمدیہ کاماریڈی)

JYOTI SAW MILL

IDCO, Plot No.2, At-Ampore
P.O Kenduapada Dist - Bhadrak - 756112 (Odisha)
Mobile No. 9861330620 & 7008841940

طالب دعا : شیخ طاہر احمد (جماعت احمدیہ بھدرک، صوبہ اڈیشہ)

ہر طرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج جس کی فطرت نیک ہو وہ آئیگا انجام کار (حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

V-CARE
Food Plaza
Fast Food Restaurant

!! COME HUNGRY !! LEAVE HAPPY !!

Contact : 7250780760
Ramsar Chowk, Ram Das Gupta Path,
Bhagalpur - 812002 (Bihar)

طالب دعا : خالد ایوب (جماعت احمدیہ بھاگلپور، صوبہ بہار)

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadr.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ
بدر قادیان
Weekly **BADAR** Qadian
Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Punjab) INDIA
Postal Reg. No. GDP/001/2023-25 Vol. 73 Thursday 18 - July - 2024 Issue. 29

MANAGER
SHAIKH MUJAHID AHMAD
Mobile : +91 99153 79255
e-mail: managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.850/- (Per Issue : Rs.16/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (**WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

غزوہ بنی مصطلق کے اسباب، اور اس غزوہ کے نتیجہ میں بنو مصطلق کی شکست کا ایمان افروز بیان

مکرم بونجا محمود صاحب شہید آف جماعت تمانجارو ٹوگو کی شہادت اور ان کے اوصافِ حمیدہ کا ایمان افروز تذکرہ

نیز مکرم رشید احمد صاحب، مکرم چوہدری مطیع الرحمن صاحب، مکرمہ منظور بیگم صاحبہ، مکرم ماسٹر سعادت احمد اشرف صاحب کا ذکر خیر اور تمام مرحومین کی نماز جنازہ غائب

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 12 ر جولائی 2024ء بمقام مسجد مبارک (اسلام آباد) یو.کے

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آج غزوہ بنو مصطلق یا غزوہ مریسیع کا ذکر کروں گا۔ یہ غزوہ شعبان پانچ ہجری کو ہوا۔ چونکہ یہ غزوہ قبیلہ خزاعہ کی ایک شاخ بنو مصطلق کے ساتھ ہوا اس لئے اسے غزوہ بنو مصطلق کہا جاتا ہے۔ بنو مصطلق قریش کے حلیف تھے انہوں نے حبشی نامی پہاڑ کے دامن میں جو مکہ کے زیریں حصہ میں ہے اکٹھے ہو کر حلف لیا تھا کہ ہم لوگ ایک جان ہو کر قریش کے ساتھ رہیں گے۔ اس لئے ان لوگوں کو احابیش کہا جانے لگا اور اسی معاہدے کے مطابق بنو مصطلق غزوہ احد میں کفار قریش کے لشکر میں شامل تھے۔ اس غزوہ کا ایک سبب تو یہ تھا کہ بنو مصطلق اسلام دشمنی میں بے باک ہو گئے تھے اور مسلسل آگے ہی بڑھ رہے تھے۔ انہیں کفار قریش کی مکمل تائید اور حمایت حاصل تھی۔ غزوہ احد میں مسلمانوں کے خلاف لڑائی میں شرکت کی وجہ سے اب یہ کھل کر مسلمانوں سے مقابلے پر اتر آئے تھے اور ان کی سرکشی میں بہت اضافہ ہو گیا تھا۔ دوسری بات یہ تھی کہ مکہ مکرمہ سے جانے والے مرکزی راستے پر بنو مصطلق کا کنٹرول تھا۔ یہ لوگ مکہ میں مسلمانوں کا عمل دخل روکنے کے لئے مضبوط رکاوٹ کی حیثیت رکھتے تھے۔ تیسرا اور سب سے اہم سبب اس غزوہ کا یہ تھا کہ بنو مصطلق کے سردار حارث بن ابی ضرار نے اپنی قوم اور اہل عرب کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ کے لئے تیار کیا اور مدینہ سے قریب چھیانوے میل کے فاصلے پر لشکر کو ایک مقام پر جمع کرنا شروع کر دیا۔

بنو مصطلق کی تیاری کی اطلاع جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو بلایا اور دشمن کے بارے میں خبر دی اور اسلامی لشکر جلد از جلد تیار ہو کر روانہ ہو گیا۔ اسلامی لشکر سات سو افراد پر مشتمل تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو شعبان پانچ ہجری کو پیر کے دن مدینہ منورہ سے کوچ کیا۔ حضرت مسعود بن حنیدہ راستے کے گائیڈ تھے۔ اس سفر میں مسلمانوں کے پاس کل تیس گھوڑے تھے جن میں سے مہاجرین کے پاس دس گھوڑے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دو گھوڑے تھے۔

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مریسیع پہنچے آپ کے لئے چمڑے کا خیمہ لگایا گیا۔ آپ کی ازواج مطہرات میں سے حضرت عائشہ صدیقہ آپ کے ہمراہ تھیں۔ صف آرائی اور جھنڈوں کی تقسیم وغیرہ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر کو حکم دیا کہ آگے بڑھ کر بنو مصطلق میں یہ اعلان کریں کہ اگر اب بھی وہ اسلام کی عداوت سے باز آ جائیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حکومت کو تسلیم کر لیں تو ان کو امن دیا جائے گا۔ اس اعلان میں مذہب کی تبدیلی کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حکومت کو اگر تسلیم کر لیں تو امن دیا جائے گا اور مسلمان واپس لوٹ جائیں گے مگر انہوں نے سختی کے ساتھ انکار کیا اور جنگ کے واسطے تیار ہو گئے۔ حتی کہ لکھا ہے کہ سب سے پہلا تیر جو اس جنگ میں چلایا گیا وہ انہی کے آدمی نے چلایا تھا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی یہ حالت دیکھی تو آپ نے بھی صحابہ کو لڑنے کا حکم دیا۔ تھوڑی دیر فریقین کے درمیان خوب تیز تیر اندازی ہوئی جس کے بعد آنحضرت ﷺ نے صحابہ کو یکلخت دھاوا مارنے کا حکم دیا اور اس اچانک دھاوے کے نتیجے میں کفار کے پاؤں اکھڑ گئے مگر مسلمانوں نے ایسی ہوشیاری کے ساتھ ان کا گھیرا ڈالا کہ ساری کی ساری قوم محصور ہو کر ہتھیار ڈالنے پر مجبور ہو گئی اور صرف دس کفار اور ایک مسلمان کے قتل پر اس جنگ کا جو ایک خطرناک صورت اختیار کر سکتا تھا خاتمہ ہو گیا۔

حضور انور نے فرمایا: آج ایک شہید اور بعض مرحومین کا بھی ذکر کروں گا۔ فرمایا محرم کے حوالے سے دعا کی طرف بھی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ محرم میں شیعہ سنی فساد یا دہشتگردی کے حملوں کے واقعات بڑھ جاتے ہیں۔ اس فرقہ واریت اور ذاتی مفادات کے حصول کی خواہش نے مسلمان دنیا میں فتنہ و فساد کی صورت پیدا کی ہوئی ہے۔ کوئی ان کو عقل نہیں آتی کہ کچھ تو سیکھیں کچھ تو خوف خدا کریں۔ اللہ تعالیٰ نے جو اس فساد کو ختم کرنے کے لئے اپنے وعدے کے مطابق انتظام فرمایا ہے اسے یہ قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ یہ مسیح موعود کی بیعت میں آنا ہی نہیں چاہتے جو واحد ایک ذریعہ ہے جو امت کو امت واحدہ بنانے کا نظارہ دکھا سکتا ہے اور فسادوں کو ختم کر سکتا ہے۔ مسلمانوں کی اکائی قائم ہو کر ان کی ساکھ قائم ہو سکتی ہے۔ یہی ایک ذریعہ ہے۔ کاش کہ ان لوگوں کو سمجھ آئے۔ بہرحال ان دنوں میں احمدیوں کو درود شریف پڑھنے اور مسلمانوں کی اکائی کے لئے خاص دعاؤں کی طرف توجہ دینی چاہئے۔ اپنی حالتوں کو بھی بہتر کرنے اور اللہ تعالیٰ سے تعلق میں بڑھنے کی طرف بھی خاص توجہ دینی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

حضور انور نے فرمایا: یہ شہید جو ہیں ان کا نام ہے بونجا محمود صاحب جو جماعت تمانجارو ٹوگو کے رہنے والے تھے۔ 21 جون کو دہشت گردوں نے ان کے گھر میں گھس کر انکو شہید کر دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ انکی عمر چونسٹھ سال تھی۔ پسماندگان میں دو بیویاں اور چودہ بچے شامل ہیں۔ نوید نعیم صاحب مبلغ سلسلہ لکھتے ہیں کہ ٹوگو کے شمالی ریجن کے مرکزی شہر کے قریب یہ جماعت تمانجارو ہے۔ یہ علاقہ برکینا فاسو سے ملنے والی سرحد پہ واقع ہے۔ بونجا محمود صاحب کو اس جماعت کے ابتدائی ممبران میں شامل ہونے کی توفیق ملی۔ کھیتی باڑی کر کے اپنا رزق کماتے تھے۔ 21 جون کی رات آٹھ بجے چار دہشت گردان کے گھر میں داخل ہوئے۔ مرحوم کی تھوڑی کے نچلی طرف بندوق رکھی اور فائر کر دیا اور گولی ناک کو چیرتی ہوئی باہر نکل گئی۔ موقع پر ہی اللہ کو پیارے ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ دہشت گرد اس کارروائی کے بعد وہاں سے روانہ ہوئے اور گھر کے کسی اور فرد کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا۔ مرحوم ابتدائی بیعت کرنے والوں میں شامل تھے۔ بیعت کے بعد وہ نمازوں اور تمام جماعتی پروگراموں میں باقاعدہ شامل ہوتے۔ اسی طرح سے باقاعدگی سے چندہ بھی ادا کرنا شروع کر دیا۔ ان کے حلقہ مشنری جدامہ طاہر صاحب کہتے ہیں ان کی بیعت جو 2007ء میں انہوں نے کی تھی اس کے فوراً بعد رمضان شروع ہو گیا۔ بارشوں کا موسم تھا۔ فصل کے لئے زمین کی تیاری شروع ہو چکی تھی۔ گاؤں کے چند لوگوں نے ان کا مذاق اڑانا شروع کر دیا کہ اب تم مسلمان ہو گئے ہو روزہ رکھو گے یا کھیتی میں کام کرو گے کیونکہ روزے کے ساتھ تو اتنی محنت کر نہیں سکتے جبکہ ہم تو محنت کریں گے اور ہماری فصلیں اچھی ہو جائیں گی۔ انہوں نے جواب دیا کہ اسلام کو میں نے دل سے قبول کیا ہے اس لئے روزے تو ضرور رکھنے ہیں فصل کا اللہ مالک ہے۔ جتنا کام کر سکا کر لوں گا جو میرے نصیب میں ہو گا وہ مجھے ملے گا وہ خدا مجھے ضرور دے گا۔ اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ بارشوں کا سلسلہ ہی رک گیا اور پورے رمضان بارش نہیں ہوئی۔ انہوں نے بھی آرام سے روزے رکھے اور عید کے دوسرے دن بارشیں شروع ہو گئیں اور جس طرح وہاں کے گاؤں میں اس علاقے میں فارمنگ ہوتی ہے، سارے لوگ پھر باہر نکلے اور اپنے کھیتوں کا رخ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو بھی کام سے روک دیا جو ان کا مذاق اڑا رہے تھے اور اپنے بندے کو بھی عبادت کی توفیق دے دی۔ جماعت کے قیام کے چار سال بعد مرکز کی طرف سے مسجد کی تعمیر کا پروگرام بنا۔ غیر احمدیوں نے ان پر بہت زور لگایا کہ اس مسجد کی کیا ضرورت ہے۔ تم ہماری مسجد میں نماز پڑھ لیا کرو لیکن انہوں نے کہا کہ ہم تو اپنی مسجد بنائیں گے اور پھر یہ مسجد بننے کے بعد جب بھی یہ گاؤں میں ہوتے پانچوں نمازیں مسجد میں باقاعدگی سے ادا کرتے۔ ان کے بڑے بھائی یعقوب صاحب بیان کرتے ہیں کہ بڑے نرم دل تھے کبھی کسی کا برا نہیں چاہا۔ خاندان کا کوئی بھی مسئلہ جب کسی سے نہ سلجھتا تو وہ ان کے پاس آتا اور مرحوم بڑی آسانی سے اس کو حل کر دیتے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے ان کی اولاد اور نسل کو بھی ان کی نیکیاں جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ان علاقوں میں دہشت گردوں کا بھی اللہ تعالیٰ خاتمہ فرمائے اور امن وامان کی صورتحال قائم فرمائے۔

حضور انور نے فرمایا: اگلا ذکر مکرم رشید احمد صاحب سابق معاون ناظر امور عامہ کا ہے۔ گذشتہ دنوں چھیاسی سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یہ قادیان میں پیدا ہوئے پیدائشی احمدی تھے۔ ان کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ ان کے والد نور حسین صاحب کے ذریعہ ہوا جنہوں نے 1924ء میں خلافت ثانیہ کے دور میں بیعت کر کے احمدیت میں شمولیت کی سعادت پائی تھی۔ رشید صاحب نے ابتدائی تعلیم قادیان میں حاصل کی قیام پاکستان کے بعد میٹرک کرنے کے بعد جماعتی خدمات کا آغاز کیا۔ مرحوم کی مجموعی طور پر جماعتی خدمت کا سلسلہ تقریباً پینسٹھ سال پر محیط ہے۔ بیشمار خصوصیات کے حامل تھے۔

اگلا ذکر مکرم چوہدری مطیع الرحمن صاحب نائب ناظر امور عامہ ابن چوہدری علی اکبر صاحب کا ہے۔ 89 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ پیدائشی احمدی تھے انکے خاندان میں احمدیت کا نفوذ انکے والد چوہدری علی اکبر صاحب کے ذریعہ ہوا جنہوں نے فروری 1916ء میں خلافت ثانیہ میں بیعت کی سعادت پائی۔ ریٹائرمنٹ کے بعد خود کو جماعتی خدمت کیلئے پیش کیا اور بطور نائب ناظر امور عامہ پچیس سال سے زائد عرصہ تادم آخر خدمت سلسلہ کی توفیق پائی۔ چوہدری مطیع الرحمن صاحب بیشمار خصوصیات کے حامل تھے۔

اگلا ذکر ہے منظور بیگم صاحبہ جو محمود احمد بھٹی صاحب مرحوم سرگودھا کی اہلیہ تھیں گذشتہ دنوں ان کی وفات ہوئی ہے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یہ حضرت چوہدری غلام حسین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بہو تھیں۔ ان کے خاوند محمود احمد بھٹی مرحوم اور بیٹے طاہر محمود بھٹی صاحب کو اسیر راہ مولیٰ ہونے کی سعادت بھی ملی۔ مرحومہ کے ایک بھائی نصیر احمد علوی صاحب کو 1991ء میں احمدیت کے نام پر سندھ کے علاقے دوڑ میں شہید بھی کر دیا گیا تھا۔ مرحومہ موصیہ تھیں پسماندگان میں تین بیٹیاں اور سات بیٹے شامل ہیں۔ ان کے ایک بیٹے عابد محمود بھٹی صاحب وقف زندگی ہیں مربی ہیں پرنسپل جامعہ احمدیہ اور نائب امیر ہیں جماعت تنزانیہ کے۔ اور جو میدان عمل میں ہونے کی وجہ سے والدہ کے جنازے میں شامل نہیں ہو سکے۔

اگلا ذکر ہے مکرم ماسٹر سعادت احمد اشرف صاحب جو مکرم خوشی محمد صاحب باڈی گارڈ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے بیٹے تھے۔ گذشتہ دنوں تراسی سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹے اور تین بیٹیاں شامل ہیں۔ ایک بیٹے عثمان احمد طالع صاحب مربی سلسلہ سیرالیون ہیں جو میدان عمل میں ہونے کی وجہ سے ان کے جنازے میں شامل نہیں ہو سکے۔ نوافل عبادات اور روزوں کا اکثر اہتمام کرتے۔ قرآن مجید کی تلاوت کا بہت شغف تھا۔ قصیدہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ہمیشہ پڑھتے رہتے۔ پرجوش داعی الی اللہ تھے۔ جماعتی پروگراموں میں ہمیشہ بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔

نماز جمعہ کے بعد حضور انور نے تمام مرحومین کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

......☆......☆......☆......

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad